اُصولِ حدیث

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم

E-MARKAZ
YOUR ONLINE MADRASA

اُصولِ حدیث

متکلمِ اسلام مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم

E-MARKAZ
YOUR ONLINE MADRASA
emarkaz.org

جملہ حقوق بحق ای مرکز eMarkaz محفوظ ہیں

نام کتاب	اصولِ حدیث
تالیف	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
تاریخ اشاعت	شعبان 1445ھ–مارچ 2024ء
بار اشاعت	اول
تعداد	1100
ناشر	دار الایمان

ملنے کا پتہ

دار الایمان، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا

0321-6353540

www.emarkaz.org

فہرست

پیش لفظ 10

پہلا باب 12

حجیتِ حدیث 12

تمہید: 12

حجیت حدیث کے دلائل 13

منکرین حدیث کے شبہات کے جوابات 17

شبہ نمبر 1-رسول اللہ ﷺ صرف مبلغ ہیں: 17

شبہ نمبر 2- قرآن کامل کتاب ہے، حدیث کی ضرورت نہیں: 17

شبہ نمبر 3– قرآن آسان ہے، حدیث کی ضرورت نہیں: 18

شبہ نمبر 4–احادیث باہم متعارض ہیں: 19

شبہ نمبر 5- کتبِ احادیث میں موضوع روایات ہیں: 22

شبہ نمبر 6–عہدِ رسالت میں کتابتِ حدیث نہیں ہوئی: 23

عہدِ رسالت میں لکھے گئے مجموعہ ہائے احادیث: 24

1۔ صحیفہ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ: 24

2۔ الصحیفۃ الصادقۃ: 25

3۔ کتاب الصدقۃ: 25

4۔ صحیفہِ علی رضی اللہ عنہ: 25

شبہ نمبر 7: نبی کریم ﷺ نے لکھنے سے منع کیوں فرمایا؟ 25

مشق نمبر 1 27

دوسرا باب 29

حدیث کی تعریف اور اصطلاحات 29

حدیث کا لغوی معنیٰ: 29

حدیث کا اصطلاحی معنیٰ: 29

حدیث اور خبر: 29

حدیث اور اثر: 30

حدیث اور سنت: 30

اصول حدیث کی تعریف: 30

اصول حدیث کا موضوع: 31

اصول حدیث کی غرض وغایت: 31

حدیث متواتر: 31

تواتر کی اقسام: 31

1: تواتر لفظی: 31

2: تواتر طبقاتی: 31

3: تواتر عملی: 31

4: تواتر معنوی: 32

خبر واحد: 32

حدیث مشہور: 32

حدیث عزیز: 32
حدیث غریب: 33
حدیث قدسی: 33
حدیث مرفوع: 33
1:مرفوع حقیقی: 34
2:مرفوع حکمی: 34
حدیث موقوف: 34
حدیث مقطوع: 34
حدیث صحیح لذاتہ: 34
حدیث صحیح لغیرہ: 35
حدیث حسن لذاتہ: 35
حدیث حسن لغیرہ: 35
حدیث ضعیف: 35
موضوع: 35
ضعیف اور موضوع میں فرق: 35
حدیث مسلسل: 36
حدیث مبارک بیان کرنے کے لیے صیغوں کا استعمال: 37
حَدَّثَنِیْ اور اَخْبَرَنِیْ میں فرق: 37
مشق نمبر2 38
تیسرا باب 40

کتبِ احادیث کا تعارف، اقسام اور طبقات 40

چند کتب حدیث کا تعارف 40

صحائف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم: 40

صحیفہ ہُمام بن منبہ: 40

کتاب الآثار: 40

مسند امام اعظم: 41

مؤطا امام مالک: 42

مؤطا امام محمد: 42

مسند الامام الشافعی: 42

مصنَّف ابن ابی شیبہ: 43

مسند الامام احمد بن حنبل: 43

صحیح البخاری: 43

صحیح مسلم: 44

سنن ابی داود: 44

قال ابو داؤد: 45

سنن ترمذی: 45

سنن نسائی: 46

سنن ابن ماجہ: 46

شرح معانی الآثار: 46

وجہ تالیف: 46

اسلوب کتاب: 47

خصوصیات کتاب: 47

مشکوٰۃ المصابیح: 48

مصابیح: 48

مشکوٰۃ: 49

معارف الحدیث: 49

زبدۃ الشمائل: 49

دروس الحدیث: 49

کتاب الحدیث: 50

اصولِ حدیث کی چند کتب کا تعارف 51

شرح شرح نخبۃ الفکر: 51

کوثر النبی فی اصول الحدیث النبوی: 51

قواعد فی علوم الحدیث: 51

خیر الاصول: 51

آثار الحدیث: 51

کتب حدیث کی اقسام 52

1۔ جامِع: 52

2۔ سُنَن: 52

3۔ مُسْنَد: 52

4۔ مُعْجَم: 53

5۔ جُزْء: 53
6۔ مُسْتَخْرَج: 54
7۔ مُسْتَدْرَک: 54
8۔ عِلَل: 54
9۔ اربَعین: 54
10۔ الترغیب والترھیب: 54
11۔ مُسَلسَلات: 55
12۔ شرحُ الآثار: 55
13۔ الادعِیۃ الماثورۃ: 55
14۔ اَسباب الحدیث: 55
15۔ المَوضُوعات: 55
کتبِ احادیث کے طبقات 56
پہلا طبقہ: 56
دوسرا طبقہ: 56
تیسرا طبقہ: 56
چوتھا طبقہ: 56
پانچواں طبقہ: 56
حدیث بیان کرنے والے ائمہ کے القاب 58
1۔ مُسنِد: 58
2۔ مُحَدِّث: 58

3۔حافظ: 58
4۔حجت: 58
5۔حاکم: 59
6۔امیر المؤمنین فی الحدیث: 59
تجدیدِ اقوال: 59
محدث: 59
حافظ: 59
حجت: 59
مشق نمبر 3 60
چوتھا باب 62
چند اہم اصول 62
نسخ معلوم کرنے کے طریقے: 67
وجوہ ترجیح: 67
متن کے اعتبار سے وجوہ ترجیح: 67
سند کے اعتبار سے وجوہ ترجیح: 68
خارجی قرائن کے اعتبار سے وجوہ ترجیح: 68
مشق نمبر 5 70

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ أَمَّا بَعْدُ!

حدیث مبارک؛ شریعتِ مطہرہ کے بنیادی مآخذ میں سے دوسرا ماخذ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کے لیے ایسے رجال پیدا فرمائے جنھوں نے اس علم کو سینہ بہ سینہ امت میں منتقل کیا۔ ان حضرات محدثین نے ایسے اصول و قواعد وضع فرمائے جن کی بدولت احادیث مبارکہ محفوظ طریقے سے امت کے ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ تک پہنچیں۔

حفاظتِ حدیث کے ساتھ ایک اہم امر؛ ان احادیث سے استنباط و استدلال ہے۔ اگر حدیث؛ قبولیت کے معیار پر اترتی ہے تو اس سے استدلال کیا جا سکتا ہے اور اگر اس معیار پر نہ اترے تو اسے قابلِ استدلال قرار نہیں دیا جا سکتا۔ قبول وعدمِ قبول کا یہ معیار علمِ اصولِ حدیث سے معلوم کیا جاتا ہے۔

اس سے اصولِ حدیث کی تعریف اور اس کا دائرہ کار بھی متعین ہو جاتا ہے کہ اصولِ حدیث دراصل ان قواعد وضوابط کا نام ہے جن سے حدیث کے راویوں اور متون کو پرکھ کر ان کے قبول وعدمِ قبول کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے اصولِ حدیث؛ حدیث کے علوم میں ایک اہم اور بنیادی علم شمار ہوتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب "اصولِ حدیث" میں ہم نے ان اصول و قواعد کو ذکر کیا ہے جن سے طالبانِ حدیث کو آگاہ رہنا ضروری ہے تاکہ وہ علی وجہ البصیرۃ احادیث کا مطالعہ کر سکیں اور مسائل واحکام پر کیے جانے والے استدلالات سے آگاہ ہو سکیں۔ ترتیب یوں ہے کہ یہ کتاب چار ابواب میں منقسم ہے:

پہلا باب:

حجیتِ حدیث کے دلائل پر مشتمل ہے۔ دلائل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ہم نے ان معروف شبہات کا بھی جائزہ لیا ہے جو عام طور پر منکرینِ حدیث کی جانب سے حفاظت وجمعِ احادیث پر کیے جاتے ہیں۔

دوسرا باب:

حدیث کی تعریف اور فنِ حدیث کی اصطلاحات پر مشتمل ہے۔

تیسرا باب:

کتبِ احادیث کے تعارف، اقسام اور طبقات کے بیان میں ہے۔ کتبِ احادیث کے تعارف میں مؤلفین کا مختصر تعارف اور کتاب کا اسلوب پیش کیا گیا ہے۔ اسی کے ساتھ ہی فن کی مناسبت سے اصولِ حدیث پر مشتمل کتب کا بھی تعارف کروایا گیا ہے۔ باب کے آخر میں کتب احادیث کے طبقات کو بھی بیان کیا ہے۔

چوتھا باب:

اس باب میں پندرہ اصولوں کو بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اصولِ حدیث کی اس کتاب کو طلبہ کرام کے لیے نافع بنائے اور احادیث مبارکہ کو اچھی طرح سمجھنے کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین۔

محتاجِ دعا

استنبول، ترکیہ

بدھ؛ 17- شعبان 1444ھ، 28- فروری 2024ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

حجیتِ حدیث

تمہید:

اصولِ حدیث کی اصطلاح میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے اقوال، افعال اور تقاریر کو حدیث کہتے ہیں۔

اھل السنۃ والجماعۃ کے ہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے اقوال، افعال اور تقاریر حجت اور دلیل ہیں۔ لیکن یہاں اس باب میں حجیت حدیث سے مراد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقاریر ہیں۔

ادلہ شرعیہ میں سے دوسرا بڑا ماخذ حدیث مبارک ہے جس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی قوم کی ہدایت کے لیے آسمانی کتاب نازل کی ہے تو اسے سمجھانے کے لیے نبی بھی بھیجا ہے۔ پوری تاریخ انسانی میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کتاب و شریعت تو ملی ہو لیکن نبی نہ آیا ہو اس سے معلوم ہوا کہ بعثتِ انبیاء کی طرح حدیث بھی قدیم ہے۔ آسمانی کتاب بھی بغیر حدیث کے نہیں ملتی کیونکہ نبی کے بتانے سے آسمانی کتاب کا علم ہوگا اور نبی نے جو بتایا ہے اس بتانے کو حدیث کہتے ہیں۔

آئندہ صفحات میں حجیتِ حدیث پر چند دلائل پیش خدمت کیے جائیں گے۔ بعد ازاں ان شاء اللہ منکرین حدیث کے شبہات کے جوابات پیش کیے جائیں گے۔ اللہ کریم تمام مسلمانوں کو راہِ راست پر چلنے اور احادیث مبارکہ کی اہمیت پہچاننے اور سنت مبارکہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔

حجیت حدیث کے دلائل

دلیل 1:

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۱۴۳) قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ

سورة البقرة، 143، 144

ترجمہ: اور جس قبلہ پر آپ پہلے تھے ہم نے اسے اسی لیے مقرر کیا تھا تاکہ ہم ظاہر کر دیں کہ کون رسول کی اتباع کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔ اور بیشک یہ تحویلِ قبلہ بھاری بات ہے مگر ان لوگوں پر بھاری نہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع کرنے والا نہیں ہے، بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بڑا مشفق مہربان ہے۔ ہم آپ کا آسمان کی طرف بار بار چہرہ اٹھانا دیکھ رہے ہیں تو ہم آپ کو ضرور ایسے قبلے کی طرف منہ کرنے کا حکم دیں گے جسے آپ چاہتے ہیں۔ تو آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجیے۔ اور اے مسلمانو! تم لوگ جہاں کہیں بھی ہوا کرو، اپنے چہروں کو مسجد حرام کی طرف کر لیا کرو۔ اور یقیناً اہلِ کتاب جانتے ہیں کہ بلاشبہ یہ حکم ان کے رب کی طرف سے برحق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کاموں سے غافل نہیں جنہیں تم کرتے ہو۔

فائدہ:

ہجرت کے بعد تقریباً سترہ 17 ماہ تک قبلہ بیت المقدس تھا۔ اس کے بعد حکم آیا کہ آپ بیت اللہ کو قبلہ بنالیں۔ اس پر لوگوں کی طرف سے سوال ہوا کہ بیت المقدس کو قبلہ بنانے کی حکمت کیا تھی؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا: وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ہم نے بیت المقدس کو قبلہ اس لیے مقرر کیا تھا تاکہ ظاہر ہو جائے کہ ایمان میں کھرا کون ہے اور کھوٹا کون

ہے۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو قبلہ بنانے کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے جبکہ پورے قرآن کریم میں بیت المقدس کی طرف رخ کرنے کا حکم موجود نہیں۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ حکم [بیت المقدس کی رخ کرنا] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اور یہ حکم ایسی وحی کی وجہ سے تھا جو قرآن کریم کے علاوہ ہے اور اسی کو وحی غیر متلو اور حدیث مبارک کہتے ہیں۔

دلیل 2:

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ

سورۃ البقرہ، 187

ترجمہ: تمہارے لیے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں سے صحبت کرنا حلال کر دیا گیا ہے، وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ تم اپنے آپ سے خیانت کرتے ہو، پھر اس نے تمہاری توبہ قبول فرمائی اور تمہیں معاف کر دیا۔ تو اب ان سے صحبت کر لیا کرو اور جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اسے طلب کرو۔ اور کھاتے پیتے رہو جب تک کہ تم پر صبح کی سفید دھاری یعنی فجر، رات کی سیاہ دھاری سے واضح نہ ہو جائے۔ پھر تم رات آنے تک روزے کو پورا کرو۔ اور جب تم مساجد میں اعتکاف کیے ہوئے ہو تو بیویوں سے مباشرت نہ کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں لہٰذا ان کے قریب بھی نہ جانا، اللہ تعالیٰ اسی طرح لوگوں کے لیے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ پرہیز گار بنیں۔

فائدہ 1:

ابتدائے اسلام میں روزہ کی یہ صورت تھی کہ رات کو سونے کے بعد کھانے پینے اور بیوی سے ہمبستری کی اجازت نہ تھی جب یہ حکم اہل ایمان کے لیے مشکل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس حکم میں تبدیلی فرما کر صبح صادق تک

کھانے، پینے اور گھر والوں کے پاس جانے کی اجازت عنایت فرمادی۔

فائدہ2:

فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ یہ الفاظ بتارہے ہیں کہ مباشرت کی اجازت ابھی دی گئی ہے پہلے ممانعت تھی۔ لیکن اس ممانعت کا ذکر پورے قرآن کریم میں کہیں بھی مذکور نہیں ہے بلکہ یہ پابندی کسی ایسی شخصیت کی طرف سے تھی جو واجب الاطاعت ہو اور مسلمانوں پر اس کے قول کی پابندی لازمی ہو ورنہ اس کی مخالفت پر عتاب نہ ہوتا۔

اور قرآن کریم صرف اس پابندی کی تائید ہی نہیں کرتا بلکہ اس پابندی کو ایسے طریقے پر بیان کرتا ہے کہ گویا یہ پابندی خود قرآن نے ہی لگائی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم اپنی طرف سے نہیں دیا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کے ایسے فرمان کے مطابق دیا تھا جو قرآن کریم میں مذکور نہیں۔ اسی کا دوسرا نام وحی غیر متلو اور حدیث رسول ہے۔

دلیل3:

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ

سورۃ آل عمران، 32

ترجمہ: فرمادیجیے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ پھر اگر وہ اعراض کریں تو اللہ تعالیٰ بھِ کافروں کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا

سورۃ النساء 80

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی، تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور جو روگردانی کرے تو ہم نے آپ کو ان پر بطورِ نگہبان تو بھیجا نہیں ہے۔ [کہ آپ سے ان کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے۔]

فائدہ:

ان دو آیات اور ان جیسی اور کئی آیات میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کو بھی لازم قرار دیا گیا ہے۔ اور متعدد آیات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حیثیت کو واضح کیا

گیاہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محض قاصد اور پیغام پہنچانے والے نہیں۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک معلم بھی ہیں جن کی اطاعت ضروری ہے۔ جس طرح قرآن کریم کے احکامات وارشادات کی اطاعت لازم ہے، اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات واعمال اوراحکام وہدایات کی اتباع اور پیروی بھی ضروری ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر ہی کا نام حدیث ہے۔

دلیل4:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

سورۃ النحل،44

ترجمہ: یہ کتاب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اتاری ہے کہ لوگوں کی جانب جو حکم نازل فرمایا گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کھول کھول کر بیان کر دیں، شاید کہ وہ غوروفکر کریں۔

فائدہ:

اس آیت مبارکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کا مفسرِ اول اور شارح فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ذمہ داری سپرد کی گئی ہے کہ آپ لوگوں کے سامنے قرآن کریم کے احکام ومسائل کھول کھول کر بیان فرمائیں۔ ظاہر ہے آپ جو بیان فرماتے ہیں اسی کا نام حدیث ہے۔

دلیل5:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

سورۃ الحشر،7

ترجمہ: اللہ کا رسول تمہیں جس چیز کا حکم دے اس پر عمل کرو اور جس چیز سے روک دے اس سے رک جاؤ۔

فائدہ:

اس آیت کریمہ میں امت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ماننے کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کا نام حدیث ہے۔

منکرین حدیث کے شبہات کے جوابات

شبہ نمبر 1- رسول اللہ ﷺ صرف مبلغ ہیں:

قرآن کریم کی وہ آیات جن میں یہ مضمون ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری صرف بات پہنچانا ہے، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ فقط مبلغ یعنی پیغام پہنچانے والے ہیں۔ مثلاً: مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ وغیرہ۔ گویا نبی قاصد کی طرح ہوتا ہے اور قاصد کی تعلیمات کو ماننا ضروری نہیں ہوتا۔ قاصد کا کام فقط پیغام پہنچانا ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم پہنچا دیا ہے۔

جواب 1:

اس طرح کی آیات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ کی دعوت کے باوجود اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو آپ زیادہ رنجیدہ نہ ہوں آپ کا کام منوانا نہیں فقط بتانا ہے اور وہ آپ نے بتا دیا۔

جواب 2:

امت دو طرح کی ہے:

1. امت دعوت: یعنی کفار جنہیں اسلام کی دعوت تو پہنچی ہے لیکن انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔
2. امت اجابت: یعنی مسلمان جنہوں نے آپ علیہ السلام کی دعوت کو قبول کیا ہے۔

اس طرح کی آیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے لیے مبلغ فرمایا گیا ہے۔ یعنی ان کو فقط دین کی دعوت دینا آپ کی ذمہ داری ہے۔ جبکہ ایمان والوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبلغ کے ساتھ ساتھ معلم بھی ہیں یعنی انہیں احکام پر عمل کرنے کا طریقہ سمجھانا بھی آپ کی ذمہ داری ہے۔ جس پر کئی دلائل حجیت حدیث کے عنوان کے تحت گذر چکے ہیں۔

شبہ نمبر 2- قرآن کامل کتاب ہے، حدیث کی ضرورت نہیں:

قرآن کریم ایک کامل، مکمل اور جامع کتاب ہے۔ اس میں ہر چیز کی وضاحت موجود ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ

سورۃ النحل،89

جب قرآن کریم ایک کامل اور مکمل کتاب ہے اور اس میں ہر بات کی وضاحت موجود ہے تو حدیث کی کیا ضرورت ہے؟

جواب:

قرآن کریم کے کامل، مکمل اور جامع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں احکام کے ساتھ ساتھ ایسے اصول بیان فرمادیے گئے ہیں جن میں تمام انسانی ضرورتوں کا حل ملتا ہے۔ چنانچہ قرآن نے اپنے احکامات کے ساتھ ساتھ اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف بھی کرایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت کے ساتھ ذکر فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اسوہ حسنہ فرمایا اور مسلمانوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اپنانے کا حکم دیا؛ جن کا دوسرا نام حدیث ہے۔

اگر قرآن کے کامل مکمل اور جامع ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس میں تمام جزئیات موجود ہیں اور حدیث مبارک کی ضروت نہیں تو پھر نماز کے اوقات، نماز کی رکعات اور نماز کی ادائیگی کا مکمل طریقہ کس آیت میں ہے؟ زکوۃ کا مکمل نصاب کس آیت میں ہے؟ روزہ کے احکام کس آیت میں ہیں؟

شبہ نمبر 3– قرآن آسان ہے، حدیث کی ضرورت نہیں:

وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَھَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ

سورۃ القمر،40

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان بنا دیا ہے۔ اب کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟

جب قرآن کریم کا سمجھنا آسان کر دیا گیا ہے تو پھر سمجھنے کے لیے حدیث کی کیا ضرورت ہے؟

جواب 1:

اگر اس آیت کا مطلب یہی ہوتا کہ قرآن کے ہوتے ہوئے حدیث مبارک کی ضرورت نہیں تو پھر اللہ

تعالیٰ قرآن کریم کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بھیجتے اور آپ کے ذمہ قرآن کریم کی تبیین، تفسیر اور وضاحت نہ لگاتے۔

جواب 2:

قرآن کریم کے بنیادی موضوعات دو طرح کے ہیں:

(1)احکام واضحہ: جو قرآن کریم کے الفاظ سے ہی سمجھ آجاتے ہیں جیسے۔ وعظ ونصیحت، فکر آخرت، رجوع الی اللہ، انسان پر احسانات، گزشتہ امتوں کے واقعات، تخلیق کائنات، جنت کی نعمتیں اور جہنم کا عذاب وغیرہ۔

(2)احکام مُجملہ: جنہیں سمجھنے کے لیے محض الفاظ کافی نہیں بلکہ نبوی تعلیمات کی ضرورت ہے۔ جیسے نماز کا طریقہ، روزہ کے احکام اور بیت اللہ کے طواف کا طریقہ وغیرہ۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ والی آیت پہلی قسم کے موضوعات کے لیے ہے اس پر قرینہ لِلذِّكْرِ ہے۔ کیونکہ اگر احکام کا استنباط آسان ہوتا تو مُّدَّكِرٍ کی بجائے لِاَحْكَامِ الْاِسْتِنْبَاطِ ہوتا۔ اور فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ کی بجائے فَهَلْ مِنْ مُسْتَنْبِطٍ ہوتا۔ معلوم ہوا کہ یَسَّرْنَا کا تعلق پہلی قسم کے موضوع سے ہے اور عقل بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ اگر پورا قرآن مجید آسان ہوتا تو پھر نبی بھیجنے کی ضرورت پیش نہ آتی، ہر آدمی خود قرآن کریم کو سمجھ رہا ہوتا۔

شبہ نمبر 4—احادیث باہم متعارض ہیں:

کتب احادیث پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ کے بارے میں احادیث آپس میں ٹکراتی ہیں۔ جب احادیث متعارض ومتضاد ہیں تو حدیث حجت کیسے ہو سکتی ہے؟

جواب 1:

اگر احادیث مبارکہ میں ظاہری تعارض کی روایات موجود ہیں تو محدثین کرام رحمہم اللہ کی طرف سے ان کی وضاحت بھی موجود ہے کہ ایسی احادیث میں تطبیق دی جائے گی، یا ناسخ ومنسوخ کا فیصلہ کیا جائے گا یا پھر وجوہ ترجیح کی بنیاد پر ایک کو راجح اور دوسری کو مرجوح قرار دیا جائے گا۔ اس پر محدثین نے مستقل کتب تحریر کی ہیں جن میں

امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ کی دو کتابیں مشہور اور بے حد مفید ہیں۔

1- شرح معانی الآثار

2- شرح مشکل الآثار

جواب 2:

اگر منکرینِ حدیث کا یہ اصول مان لیا جائے کہ جس چیز میں تعارض ہو اسے چھوڑ دینا چاہیے، تو اس اصول کی روسے قرآن کریم کو بھی چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ قرآن کریم کی بہت ساری آیات بظاہر متضاد نظر آتی ہیں۔

مثال 1:

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا

سورۃ المزمل، 9

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مشرق اور مغرب کا رب ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں لہذا تم اسی کو ہی کارساز بناؤ۔

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ

سورۃ الرحمٰن، 17

ترجمہ: اللہ تعالیٰ دونوں مشرقوں اور دنوں مغربوں کے رب ہیں۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ

سورۃ المعارج، 40

ترجمہ: میں مشارق اور مغارب کے رب کی قسم اٹھاتا ہوں۔

پہلی آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرق اور مغرب ایک ہے۔ دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرق اور مغرب دو ہیں جبکہ تیسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرق اورر مغرب کئی ہیں۔

اب ان آیات میں تطبیق دی جائے گی کہ پہلی آیت میں مراد جہت مشرق اور جہت مغرب ہے۔ دوسری آیت میں سردی اور گرمی میں سورج نکلنے کی جگہ اور غروب ہونے کی جگہ مراد ہے جبکہ تیسری آیت میں روازنہ سورج نکلنے کی جگہ اور غروب ہونے کی جگہ مراد ہے۔

مثال2:

قیامت کا دن کتنا طویل ہو گا؟ ایک آیت میں فرمایا گیا ہے:

كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ

سورۃ السجدۃ، 5

ترجمہ: اس دن کی مقدار ہزار سالوں کے برابر ہو گی۔

دوسری آیت میں ہے:

كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ

سورۃ المعارج، 4

ترجمہ: اس دن کی مقدار پچاس ہزار سالوں کے برابر ہو گی۔

یہاں بھی تطبیق دی جائے گی کہ قیامت کا دن لوگوں کے اعمال کے حساب سے لمبا ہو گا کسی کے لیے ایک ہزار سال تو کسی کے لیے پچاس ہزار سالوں کے برابر ہو گا۔

مثال3:

رشتہ داروں کے لیے وصیت کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ ایک آیت میں ارشاد ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖۚ اِۨلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ

سورۃ البقرۃ، 180

ترجمہ: تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آپہنچے اور وہ مال چھوڑ کر جا رہا ہو تو اپنے والدین اور قرابت داروں کے لیے دستور کے موافق وصیت کرے۔ یہ حکم ان لوگوں پر لازم ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کرنا فرض ہے۔

جبکہ دوسری آیت میں ہے:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ

سورۃالنساء، 11

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں ہدایت دیتاہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے شریعت کی جانب سے قریبی رشتہ داروں کا حق مقرر ہے وصیت ضروری نہیں ہے۔ یہاں تعارض کو ختم کرنے کے لیے پہلی آیت کو منسوخ اور دوسری کو ناسخ سمجھا جائے گا۔

جس طرح قرآن کریم کی بظاہر متعارض آیات میں تطبیق دی جائے گی اور اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو تاریخ کے تقدم و تاخر کی وجہ سے مقدم کو منسوخ اور مؤخر کو ناسخ قرار دیا جائے گا۔ اسی طرح احادیث متعارضہ میں بھی محدثین کرام اولاً تطبیق کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو تاریخ کے تقدم و تاخر کی وجہ سے پہلی روایت کو منسوخ اور دوسری کو ناسخ قرار دیتے ہیں۔ یا راویوں کی ثقاہت وعدالت کے فرق کی وجہ سے، یا معمول ومتروک کی بنیاد پر بعض احادیث کو دوسری احادیث پر ترجیح دیتے ہیں۔

شبہ نمبر 5- کتبِ احادیث میں موضوع روایات ہیں:

کتب احادیث میں موضوع روایات بھی ہیں اور یہ غیر موضوع احادیث کے ساتھ یوں مل چکی ہیں کہ ان کی پہچان مشکل ہے۔

جواب:

بعض لوگوں نے دین اسلام کو مجروح کرنے کے لیے وضع حدیث کی ناپاک جسارت کی مگر محدثین کرام رحمہم اللہ نے حدیث کی قبولیت کے لیے شرائط مقرر کی ہیں تاکہ مقبول اور غیر مقبول میں فرق ہو سکے۔ اسی طرح حدیث کی سند کو پرکھنے کے لیے علم اسماء الرجال کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا جو بہت بڑا کام ہے اور جس کی تاریخِ انسانی اور مذاہبِ عالَم میں مثال نہیں ملتی۔ یہ علم اس امت کی خصوصیت بھی ہے جس کی مدد سے راویوں کو پرکھا جاتا ہے اور صحیح وموضوع روایات کی پہچان ہوتی ہے۔

علماء امت نے موضوع روایات کی پہچان پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ الحمد للہ محدثین کرام کی کوششوں کی وجہ سے موضوع روایات؛ صحیح روایات سے بالکل الگ ہو چکی ہیں۔

شبہ نمبر 6–عہدِ رسالت میں کتابتِ حدیث نہیں ہوئی:

اگر حدیث حجت ہوتی تو عہد رسالت میں قرآن کریم کی کتابت کی طرح اس کو بھی لکھوایا جاتا۔

جواب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی احادیث بھی مروی ہیں جن سے حدیث مبارک لکھنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيْدُ حِفْظَهُ فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ وَقَالُوْا أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَّتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَاءِ فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَوْمَأَ بِإِصْبَعِهِ إِلٰى فِيْهِ فَقَالَ: "اُكْتُبْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ".

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 3646

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات سنتا تھا اس کو لکھ لیا کرتا تھا تاکہ اسے محفوظ کرلوں۔ قریش نے مجھے اس بات سے روکا اور کہنے لگے کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو انسان ہیں؛ غصے اور رضامندی میں کلام کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ پھر جب میں نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تو آپ علیہ السلام نے اپنی انگلی مبارک کا اشارہ اپنے منہ کی طرف کرتے ہوئے فرمایا: "تم لکھا کرو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس منہ سے سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا۔"

حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ قَتَلَتْ خُزَاعَةُ رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ بِقَتِيلٍ لَّهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي أَلَا وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هٰذِهٖ حَرَامٌ لَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا يُوْدٰى وَإِمَّا يُقَادُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ

لَهُ: أَبُو شَاهٍ، فَقَالَ: اُكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّمَا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِلَّا الْإِذْخِرَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 6880

ترجمہ: ہم سے حضرت ابو سلمہ رحمہ اللہ نے بیان کیا اور ان سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے موقع پر قبیلہ خزاعہ نے قبیلہ بنولیث کے ایک شخص کو زمانۂ جاہلیت کے اپنے ایک مقتول کے بدلے میں قتل کر دیا تھا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ سے ہاتھیوں کے لشکر کو روک دیا تھا اور اسی نے اپنے رسول اور اہلِ ایمان کو اہلِ مکہ پر غالب کر دیا۔ سن لو! یہ (حرمِ مکہ) نہ مجھ سے پہلے اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لیے حلال ہو گا اور میرے لیے بھی دن کی صرف ایک گھڑی کے لیے اس کی حرمت اٹھا دی گئی ہے۔ اب اسی وقت سے اس کی حرمت قائم ہو گئی۔ لہٰذا نہ تو اس کا کانٹا اکھاڑا جائے، نہ ہی اس کا درخت کاٹا جائے اور کوئی بھی یہاں کی گری ہوئی چیز نہ اٹھائے سوائے اس آدمی کے جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور جس کا کوئی رشتہ دار قتل کر دیا جائے تو اسے دو باتوں میں اختیار ہے یا اسے اس کا خون بہا دیا جائے یا قصاص دیا جائے۔ یہ خطبہ سن کر ابو شاہ یمنی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اس خطبہ کو میرے لیے لکھوا دیجیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ خطبہ ابو شاہ کے لیے لکھ دو۔ اس کے بعد قریش کے ایک آدمی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اذخر گھاس کی اجازت مرحمت فرمایئے کیونکہ اسے ہم اپنے گھروں میں اور اپنی قبروں میں بچھاتے ہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذخر گھاس کاٹنے کی اجازت دے دی۔

عہدِ رسالت میں لکھے گئے مجموعہ ہائے احادیث:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں مختلف احادیث کے صحائف لکھے گئے، جن میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ صحیفۂ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ:

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ جب یمن کے عامل بن کر تشریف لے جانے لگے تو رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے آپ کو ایک تحریر لکھوا کر دی جس میں اسلام کے بنیادی احکام اور حدود وغیرہ کا تذکرہ تھا۔

2۔ الصحیفۃ الصادقۃ:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو ایک جگہ جمع فرمایا تھا اسے صحیفہ صادقہ کہا جاتا ہے۔

3۔ کتاب الصدقۃ:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زکوٰۃ کے احکام لکھوائے۔ مگر یہ تحریر گورنروں کو بھجوانے سے پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔

4۔ صحیفہِ علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دیت، قیدی اور قتل وغیرہ کے کچھ احکام نقل کر کے جمع کیے تھے۔

شبہ نمبر 7: نبی کریم ﷺ نے لکھنے سے منع کیوں فرمایا؟

اگر حدیث مبارک حجت تھی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنے سے منع کیوں فرمایا تھا؟

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَكْتُبُوا عَنِّي وَمَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ وَحَدِّثُوا عَنِّي وَلَا حَرَجَ

صحیح مسلم: رقم الحدیث 3004

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ سے سن کر کوئی چیز نہ لکھو اور جس آدمی نے قرآن کے علاوہ مجھ سے سن کر کوئی چیز لکھی ہو تو وہ اسے مٹا دے۔ البتہ مجھ سن کر روایت بیان کر لیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں۔

جواب 1:

جب منکرینِ حدیث کے بقول احادیث حجت نہیں ہیں تو عدم حجت پر یہ حدیث دلیل کیسے بن سکتی ہے؟

حدیث کو مانتے بھی نہیں اور دلیل میں بھی حدیث ہی پیش کرتے ہیں!

جواب 2:

حدیث اسی جملہ پر ختم نہیں ہوتی کہ لکھا نہ کرو بلکہ آگے جملہ بھی ہے اور وہ یہ ہے وَحَدِّثُوا عَنِّيْ وَلَا حَرَجَ اگر حدیث حجت نہ ہوتی تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بیان کرنے کی اجازت بھی نہ دیتے۔

جواب 3:

ہمارے سامنے دو قسم کی احادیث ہیں؛ بعض احادیث سے حدیث کو لکھنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے جبکہ مسلم شریف کی اس حدیث سے حدیث کو لکھنے کی ممانعت سمجھ آتی ہے۔ اس ممانعت کی دو وجوہات ہیں:

1۔ قرآن کریم کا نزول ہو رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہونے والا حصہ لکھوا رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابتِ حدیث سے اس لیے منع فرمادیا تھا تاکہ حدیث؛ قرآن مجید کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کی لفظی حفاظت کا اطمینان ہو گیا تو آپ نے کتابتِ حدیث کی اجازت مرحمت فرمادی۔

2۔ حدیث کی کتابت کی ممانعت کا تعلق اس صورت کے ساتھ ہے کہ جب ایک ہی جگہ قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا جائے۔ اس لیے کہ ابتدائی زمانے میں جب وحی نازل ہوتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آیات قرآنیہ سناتے اور ان کی کتابت کراتے تھے۔ تلاوت میں کہیں کہیں ان آیات کی تشریح بھی فرماتے تھے۔ اس تشریح کی حیثیت حدیثِ نبوی علیہ السلام کی ہوتی تھی۔ اس لیے آپ علیہ السلام نے حدیث کی کتابت سے منع فرمادیا تاکہ پڑھنے والا دونوں کے ایک ہی صحیفہ میں ہونے کی وجہ سے التباس کا شکار نہ ہو۔

3۔ ممانعت والی روایات ان لوگوں کے لیے ہیں جن کا حافظہ ٹھیک ہو اور وہ بات کو یاد رکھ سکتے ہوں۔ جبکہ اجازت والی احادیث ان لوگوں کے لیے ہیں جن کا حافظہ کمزور ہو اور نہ لکھنے کی صورت میں بات بھولنے کا خطرہ ہو۔

مشق نمبر 1

خالی جگہ پر کریں:

1۔ ادلہ شرعیہ میں قرآن کریم کے بعد دوسرا بڑا ماخذ...........ہے۔

2۔ جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے...........کی اطاعت کی۔

3۔ رسول جو کچھ تمہیں دیں لے لو اور جس سے روکیں...........جاؤ۔

4۔ روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں سے صحبت کرنا...........کر دیا گیا ہے۔

5۔ اللہ تعالیٰ نے جب آسمانی کتاب نازل کی ہے تو اسے سمجھانے کے لیے...........بھی بھیجا ہے۔

6۔ شروع اسلام میں حدیث کی...........سے منع فرما دیا گیا تھا۔

7۔ حدیث مبارک کو قرآن مجید کے ساتھ ایک ہی صحیفہ میں لکھنے سے منع فرمایا تھا تاکہ قرآن و حدیث میں...........لازم نہ آئے۔

8۔ امتِ اجابت سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے آپ علیہ السلام کی دعوت کو...........ہے۔

9۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لکھا کرو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس منہ سے سوائے...........کے کچھ نہیں نکلتا۔

درست جواب کی نشاندہی کریں:

1۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو کہتے ہیں:

قرآن　　　حدیث　　　فقہ

2۔ ہجرت کے بعد بیت المقدس قبلہ تھا:

15ماہ　　　17ماہ　　　20ماہ

3۔ وحی غیر متلو کہتے ہیں:

قرآن کریم کو　　　حدیث مبارک کو　　　دونوں کو

4۔ محدثین کرام نے حدیث کی سند کے راویوں کو پرکھنے کے لیے مدون کیا:

علم اسماء الرجال　　　علم اصول فقہ　　　علم بلاغت

5۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے احادیث لکھنے کا حکم فرمایا تھا:

ابو شاہ یمنی رضی اللہ عنہ　　　سلمان فارسی رضی اللہ عنہ　　　ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ

6۔ اگر احادیث متعارضہ میں تطبیق ممکن نہ ہو تو تاریخ کے تقدم و تاخر کی وجہ سے مقدم کو منسوخ اور مؤخر کو قرار دیا جائے گا:

ناسخ　　　متروک　　　ضعیف

7۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ آیت کا تعلق ان موضوعات سے ہے:

وعظ و نصیحت　　　احکام و شرائع　　　دونوں

مختصر جواب لکھیں:

1۔ حدیث کے حجت ہونے پر کوئی ایک آیت مع ترجمہ لکھیں۔

2۔ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا یہ آیت حدیث کی حجیت کی دلیل کیسے بنتی ہے؟ وضاحت کریں۔

3۔ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ یہ آیت حجیتِ حدیث کی دلیل کیسے بنتی ہے؟

4۔ ابتدائے اسلام میں کتابتِ حدیث سے کیوں منع فرمایا گیا تھا؟

5۔ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ اس آیت سے منکرین حدیث؛ انکارِ حجیتِ حدیث پر استدلال کرتے ہیں، ان کا جواب دیتے ہوئے اس آیت کریمہ کی وضاحت کریں۔

6۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ اس آیت سے منکرینِ حدیث؛ حجیتِ حدیث کے انکار پر استدلال کرتے ہیں، اس کے جواب کی وضاحت کریں۔

7۔ عہدِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں احادیث کو لکھا جاتا تھا؛ اس پر دلیل پیش کریں۔

8۔ منکرینِ حدیث کہتے ہیں کہ احادیث آپس میں متعارض و متضاد ہیں اس لیے حدیث حجت نہیں ہو سکتی، تو آپ اس اعتراض کا کیسے جواب دیں گے؟

دوسرا باب

حدیث کی تعریف اور اصطلاحات

حدیث کا لغوی معنیٰ:

حدیث کا لغوی معنی ہے:"جدید" اور "نیا"۔ حدیث کا ایک معنیٰ کلام، بات اور گفتگو بھی ہے۔

حدیث کا اصطلاحی معنیٰ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

فائدہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کو "قول" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک کو "فعل" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی صحابی عمل کرتا یا آپ کو کسی کام کی اطلاع دی جاتی اور آپ اس پر خاموش رہتے یا اس کی تائید فرماتے تو اس کو "تقریر" کہا جاتا ہے۔

صحابی یا تابعی کے قول، فعل اور تقریر کا معنیٰ بھی ایسے ہی ہے۔

حدیث اور خبر:

1: جمہور علماء اصولیّین کے ہاں لفظِ خبر؛ حدیث کے مترادف ہے یعنی دونوں کا اطلاق مرفوع، موقوف اور مقطوع پر ہوتا ہے۔ اور یہی معتبر قول ہے۔

2: ایک قول کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث اور صحابی یا تابعی کے قول، فعل اور تقریر کو خبر کہتے ہیں۔

3: ایک قول یہ بھی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث بھی کہتے ہیں اور خبر بھی کہتے ہیں۔ جبکہ صحابی اور تابعی کے قول، فعل اور تقریر کو صرف خبر کہتے ہیں حدیث نہیں کہتے۔

حدیث اور اثر:

:1 حضرات محدثین رحمہم اللہ کے ہاں یہ الفاظ مترادف ہیں۔یعنی محدثین کرام؛ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ اور تابعین کے قول، فعل اور تقریر کو اثر اور حدیث دونوں الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

:2 فقہاء رحمہم اللہ؛ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔ اور صحابی و تابعی کے قول، فعل اور تقریر کو خبر اور اثر کہتے ہیں۔

حدیث اور سنت:

حدیث اور سنت میں کئی فرق ہیں:

:1 دونوں کا لغوی معنیٰ الگ الگ ہے۔ حدیث کلام، بات اور نئی چیز کو کہتے ہیں جبکہ سنت کا لغوی معنیٰ راستہ اور طریقہ ہے۔

:2 حدیث اور سنت میں اصطلاحی معنیٰ کے اعتبار سے بھی فرق ہے۔ چنانچہ حدیث؛ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے اقوال، افعال اور تقاریر کو کہتے ہیں۔ جبکہ سنت کا معنیٰ وہ عمل اور کام جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشگی اختیار فرمائی ہو اور آپ کے بعد آپ کے صحابہ اس کو لے کر چلے ہوں۔

:3 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اقوال، افعال اور تقاریر جن میں خصوصیت اور عذر کا احتمال ہو انہیں حدیث کہتے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ احادیث جن میں یہ احتمال نہ ہوں انہیں سنت کہتے ہیں۔

فائدہ:

ہر حدیث کا قابلِ عمل ہونا ضروری نہیں جبکہ ہر سنت کا قابلِ عمل ہونا ضروری ہے۔

اصول حدیث کی تعریف:

اصول حدیث ان اصول وضوابط کا نام ہے جن کے ذریعے سند یعنی راوی اور متن یعنی مروی / روایت کے احوال معلوم کیے جاتے ہیں۔

اصول حدیث کا موضوع:

اصول حدیث کا موضوع سند اور متن ہے۔

اصول حدیث کی غرض و غایت:

اصول حدیث کو اس لیے پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے تا کہ حدیث کے احوال معلوم کر کے مقبول پر عمل کیا جائے اور غیر مقبول سے بچا جائے۔

حدیث متواتر:

وہ حدیث ہے جس کو نقل کرنے والے ہر زمانے میں اتنے زیادہ ہوں کہ ان سب کے جھوٹ پر اتفاق کر لینے کو عقلِ سلیم ناممکن سمجھے۔

تواتر کی اقسام:

تواتر کی چار قسمیں ہیں:

1: تواتر لفظی:

متواتر لفظی وہ حدیث ہے جس کے الفاظ تواتر سے منقول ہوں۔ جیسے نبی علیہ السلام پر جھوٹ باندھنے پر وعید والی حدیث مبارک لفظاً متواتر ہے۔

2: تواتر طبقاتی:

جو ابتداء سے لے کر ہم تک جماعت در جماعت پہنچی ہو۔ جیسے قرآن کریم اور فقہ اسلامی۔

3: تواتر عملی:

وہ چیز جس پر ہر دور میں امت نے عمل کیا ہو۔ جیسے جمعہ کے دو خطبوں کے درمیان امام کا تھوڑی دیر کے لیے بیٹھنا اور عرفہ میں نماز ظہر و عصر اور مزدلفہ میں نماز مغرب و عشاء کو جمع کرنا۔

4:تواتر معنوی:

ایک چیز کے بارے میں چند احادیث جن کو نقل کرنے والے افراد الگ الگ ہوں اور ان کے الفاظ بھی جدا جدا ہوں لیکن ان کا مطلب اور مفہوم ایک ہو۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان سے نازل ہونے کی احادیث اور انبیاء کرام علیہم السلام کی قبر کی زندگی کی احادیث۔

فائدہ:

اگر کسی چیز کے بارے میں احادیث تواتر سے منقول ہوں تو پھر ان احادیث کی سند کے بارے بحث کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور اس میں بعض راویوں کا ضعف بھی نقصان دہ نہیں ہوتا۔

خبر واحد:

خبرِ واحد وہ حدیث ہے جس کے راوی تواتر سے کم ہوں۔

حدیث مشہور:

محدثین کے ہاں حدیث مشہور وہ حدیث مبارک ہے جسے ہر زمانہ میں نقل کرنے والے راوی کم از کم تین ہوں۔

فقہاء احناف کثر اللہ سوادھم کے ہاں حدیث مشہور وہ حدیث مبارک ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں متواتر نہ ہو لیکن اس کے بعد خیر القرون میں ہی تواتر کی حد کو پہنچ جائے۔

فائدہ:

عرفِ عام میں جو حدیث بہت زیادہ شہرت حاصل کر چکی ہو، اسے بھی حدیثِ مشہور کہہ دیا جاتا ہے۔ یاد رکھیں کہ ایسی حدیث؛ مشہورِ اصطلاحی نہیں بلکہ مشہورِ عُرفی ہوتی ہے۔

حدیث عزیز:

وہ حدیث مبارک جسے ہر زمانہ میں نقل کرنے والے راوی کم از کم دو ہوں۔

حدیث غریب:

وہ حدیث مبارک جس کی سند میں کسی ایک جگہ پر نقل کرنے والا راوی اکیلا رہ جائے۔

فائدہ:

حدیثِ غریب؛ صحیح بھی ہوتی ہے اور ضعیف بھی۔ صحت یا ضعف کا فیصلہ سند میں موجود افراد کی تحقیق کے بعد کیا جائے گا۔

حدیث قدسی:

حدیث قدسی اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف فرمائیں اور اس حدیث کو یہ کہہ کر ذکر فرمائیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

فائدہ:

قرآن کریم میں پیغام اور الفاظ دونوں بطور اعجاز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں جبکہ حدیث قدسی میں پیغام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس پیغام کے لیے الفاظ کا انتخاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتا ہے۔

حدیث مرفوع:

وہ حدیث جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، تقریر یا وصف کا ذکر ہو۔

فائدہ 1:

حدیث قدسی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جبکہ حدیث مرفوع میں صحابی فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

فائدہ 2:

حدیث مرفوع کی دو قسمیں ہیں:

مرفوع حقیقی اور مرفوع حکمی

1:مرفوع حقیقی:

جس میں صراحتاً کسی قول، فعل، تقریر یا وصف کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہو۔

2:مرفوع حکمی:

جو صراحتاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ ہو بلکہ ایسا سمجھ آرہا ہو کہ بات اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہوگی۔ جیسے کوئی صحابی کہے کہ ہمیں فلاں کام کرنے کا حکم دیا گیا یا فلاں کام کرنے سے ہمیں روکا گیا وغیرہ۔

حدیث موقوف:

وہ حدیث جس میں کسی صحابی کے قول، فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

حدیث مقطوع:

وہ حدیث جس میں کسی تابعی کے قول، فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

حدیث صحیح لذاتہ:

حدیث صحیح لذاتہ اس حدیث مبارک کو کہتے ہیں جس میں پانچ چیزیں پائی جائیں:

1. اس کی سند متصل ہو۔یعنی اس میں سارے راوی مذکور ہوں، کوئی راوی چھوٹا ہوا نہ ہو۔
2. اسے نقل کرنے والے راوی عادل ہوں۔یعنی وہ اچھی عادات کو اپنانے والے اور بری عادات سے بچنے والے ہوں۔
3. راوی کا حافظہ ٹھیک ہو۔یعنی حدیث مبارک کو سننے کے وقت سے لے کر بیان کرنے کے وقت تک حافظہ ٹھیک ہو۔
4. روایت معلّل نہ ہو۔یعنی راوی یا روایت میں ایسی پوشیدہ علت نہ ہو جو صحت حدیث کے لیے مضر ہو۔
5. روایت شاذ نہ ہو۔یعنی اس حدیث میں موجود کوئی ثقہ راوی جماعت ثقات کی یا اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت نہ کر رہا ہو۔

فائدہ:

علت سے مراد ایسی نقصان دہ چیز ہے جو واضح نہ ہو جیسے ایک حدیث مبارک کا متن اور دوسری حدیث مبارک کی سند لے کر ان کو ایک بنا کر پیش کر دیا جائے۔

حدیث صحیح لغیرہ:

اس حدیث مبارک کو کہتے ہیں جس کی سند متصل ہو، راوی عادل ہوں، روایت معلل اور شاذ نہ ہو البتہ اس میں کسی راوی کا حافظہ کمزور ہو اور اس روایت کی سندیں ایک سے زیادہ ہوں۔

حدیث حسن لذاتہ:

اس حدیث مبارک کو کہتے ہیں جس کی سند میں سارے راوی موجود ہوں، عادل ہوں، روایت شاذ اور معلل نہ ہو البتہ کسی راوی کا حافظہ کمزور ہو اور اس روایت کی سند ایک ہو۔

حدیث حسن لغیرہ:

اس حدیث مبارک کو کہتے ہیں جس کی سند میں موجود کوئی راوی ضعیف ہو البتہ اس کی سندیں ایک سے زیادہ ہوں۔

حدیث ضعیف:

اس حدیث مبارک کو کہتے ہیں جس کی سند میں موجود راویوں میں سے کوئی ایک راوی ضعیف ہو اور اس کی سند ایک ہو۔ بالفاظ دیگر حدیث ضعیف اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں حدیث صحیح اور حدیث حسن کی شرائط موجود نہ ہوں اور اس کی سند ایک ہو۔

موضوع:

وہ روایت جسے کسی نے خود گھڑ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا ہو۔

ضعیف اور موضوع میں فرق:

حدیث ضعیف اور موضوع؛ دونوں الگ الگ ہیں اس لیے ان دونوں کو ایک سمجھنا درست نہیں۔ چند فرق

درج ذیل ہیں:

1: ضعیف اور موضوع کا لغوی معنی الگ الگ ہے۔ ضعیف؛ ضُعف سے ہے جس کا مطلب ہے معنوی کمزوری، موضوع وضع سے ہے بمعنی گھڑی ہوئی چیز قائل کی طرف ایسے قول کی نسبت کرنا جو اس نے نہ کہا ہو۔

2: ان دونوں میں اصطلاحی معنٰی کے اعتبار سے بھی فرق ہے۔ چنانچہ حدیث ضعیف وہ حدیث ہے جس میں حدیث حسن کی شرائط نہ پائی جائیں۔ جبکہ موضوع روایت کا مطلب ہے اپنی طرف سے جھوٹی بات گھڑ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دینا۔

3: حدیثِ ضعیف؛ فضائل، ترغیب و ترہیب اور قصص و واقعات میں مقبول ہوتی ہے۔ جبکہ موضوع کسی حالت میں بھی مقبول نہیں۔

4: اگر حدیث ضعیف کی دو سندیں ہو جائیں تو وہ حدیث حسن بن جاتی ہے۔ جبکہ موضوع روایت کی جتنی سندیں بھی ہو جائیں؛ وہ موضوع ہی رہتی ہے۔

5: حدیث ضعیف اور قیاس میں ٹکراؤ ہو جائے تو حدیث ضعیف کو قیاس پر ترجیح ہوتی ہے۔ جبکہ قیاس اور موضوع میں تعارض کی صورت میں قیاس کو ترجیح ہوتی ہے۔

حدیث مسلسل:

مُسلسَل سے مراد وہ حدیث ہے جس کو نقل کرتے وقت تمام راویوں کی حالت ایک جیسی ہو۔ اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

1: سند کی ابتدا سے لے کر آخر تک تمام راوی ایک جیسا لفظ استعمال کریں۔ جیسے: ”حَدَّثَنِیْ، سَمِعْتُ، اَخْبَرَنِیْ وغیرہ۔

2: حدیث مبارک کے راویوں میں سے ہر راوی حدیث بیان کرتے وقت ایک ہی بات سے حدیث شروع کرے۔ جیسے حدیث مبارک ”اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ“ بیان کرنے سے پہلے یہ کہنا: ”اِنِّیْ اُحِبُّكَ“۔

3: کسی حدیث کے تمام راوی حدیث بیان کرنے سے پہلے کسی ایک کام پر متفق ہو جائیں۔ جیسے حدیث بیان

کرنے سے پہلے شاگردوں کو کھجور کھلانا، یا اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے حدیث بیان کرنا وغیرہ۔

حدیث مبارک بیان کرنے کے لیے صیغوں کا استعمال:

صیغوں سے مراد وہ الفاظ ہیں جن سے احادیث کو روایت کیا جاتا ہے۔

محدثین حدیث کو نقل کرتے وقت اکثر مندرجہ ذیل الفاظ استعمال کیا کرتے ہیں:

1. حَدَّثَنِيْ
2. اَخْبَرَنِيْ
3. اَنْبَاَنِيْ
4. حَدَّثَنَا
5. اَخْبَرَنَا
6. اَنْبَاَنَا
7. قَرَاْتُ
8. قَالَ لِيْ فُلَانٌ
9. ذَكَرَ لِيْ فُلَانٌ
10. رَوٰى لِيْ فُلَانٌ
11. كَتَبَ اِلَيَّ فُلَانٌ
12. عَنْ فُلَانٍ
13. قَالَ فُلَانٌ
14. ذَكَرَ فُلَانٌ
15. رَوٰى فُلَانٌ
16. كَتَبَ فُلَانٌ

حَدَّثَنِيْ اور اَخْبَرَنِيْ میں فرق:

متقدمین کے نزدیک یہ دونوں لفظ مترادف ہیں۔

اور متاخرین کے نزدیک یہ فرق ہے کہ:

اگر استاد پڑھے اور شاگرد سنتے رہیں تو شاگرد کے تنہا ہونے کی صورت میں حَدَّثَنِيْ اور زیادہ ہونے کی صورت میں حَدَّثَنَا کہا جاتا ہے۔

اور شاگرد پڑھے استاد سنتا رہے تو شاگرد کے اکیلا ہونے کی صورت میں اَخْبَرَنِيْ کہا جاتا ہے اور زیادہ ہونے کی صورت میں اَخْبَرَنَا کہا جاتا ہے۔

مشق نمبر 2

خالی جگہ پر کریں:

1. حدیث کا لغوی معنیٰ ہے...........اور نیا۔
2. حدیث کا ایک معنیٰ کلام، بات اور...........بھی ہے۔
3. جمہور علماء اصولیّین کے ہاں لفظِ خبر؛ حدیث کے...........ہے۔
4. حدیث کا لغوی معنیٰ ہے: کلام، جبکہ سنت کا لغوی معنیٰ...........ہے۔
5. اصول حدیث کا موضوع؛ سند اور...........ہے۔
6. خبر واحد وہ حدیث ہے جس کے راوی...........سے کم ہوں۔
7. حدیث موقوف جس میں کسی صحابی کے...........ذکر ہو۔
8. حدیث صحیح لذاتہ اس حدیث مبارک کو کہتے ہیں جس میں...........چیزیں پائی جائیں۔
9. حدیث ضعیف اور قیاس میں ٹکراؤ ہو جائے تو...........کو ترجیح ہوتی ہے۔
10. مسلسل سے مراد وہ حدیث ہے جس کو نقل کرتے وقت تمام...........کی حالت ایک جیسی ہو۔

درست جواب کی نشاندہی کریں:

1. حدیث اور سنت:

ایک ہیں　　　　دونوں میں فرق ہے

2. اصول حدیث اس لیے پڑھایا جاتا ہے تاکہ:

حافظہ مضبوط ہو　　　　حدیث کے احوال معلوم ہوں

3. تواتر کی اقسام ہیں:

چار　　　　پانچ　　　　تین

4. حدیث غریب ہوتی ہے:

ہمیشہ صحیح ہمیشہ ضعیف صحیح بھی اور ضعیف بھی

5. حدیث مرفوع کی قسمیں ہیں:

دو چار چھ

مختصر جواب دیں:

1: حدیث اور خبر ایک ہیں یا کچھ فرق ہے؟

2: حدیث اور سنت میں فرق بیان کریں۔

3: تواتر معنوی کی تعریف لکھیں۔

4: حدیث حسن لذاتہ اور حدیث صحیح لغیرہ کی تعریف لکھیں۔

5: حدیث ضعیف اور موضوع میں کم از کم تین فرق بیان کریں۔

6: محدثین حدیث بیان کرتے وقت جو الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ لکھیں۔

7: حَدَّثَنِيْ اور اَخْبَرَنِيْ میں فرق بیان کریں۔

8: مرفوع کی کتنی قسمیں ہیں؟

9: مرفوع حقیقی کی تعریف لکھیں۔

10: مرفوع حکمی کسے کہتے ہیں؟

11: حدیثِ مسلسل کی تعریف لکھیں۔

12: حدیثِ مسلسل کی روایت کی کوئی ایک صورت تحریر فرمائیں۔

13: اصولِ حدیث کو پڑھنے پڑھانے کا کیا مقصد ہے؟

14: علت کی تعریف کریں۔

تیسرا باب

کتبِ احادیث کا تعارف، اقسام اور طبقات

چند کتب حدیث کا تعارف

صحائف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

منکرین حدیث کے شبہات کے جواب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے چند صحیفوں کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ان کے علاوہ بھی کئی ایک صحائف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں موجود تھے جن میں احادیث نبویہ تحریر تھیں۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں نقل کیا کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بحرین روانہ کیا تو زکوٰۃ کے مسائل سے متعلق کئی احادیث لکھوا کر ان کے حوالے فرمائیں۔

صحیح بخاری رقم الحدیث:1454

صحیفہ ہُمام بن منبہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد حضرت ہمام بن منبہ یمانی رحمہ اللہ کو ایک سو چالیس احادیث لکھوائی تھیں جنہیں حضرت ہمام بن منبہ رحمہ اللہ نے اپنے تلامذہ کو پڑھایا اور آخر عمر تک اس صحیفہ کی حفاظت کا مکمل اہتمام کیا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں یہ تمام احادیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات میں بیان فرمائی ہیں۔

کتاب الآثار:

سید الفقہاء والمحدثین حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ ت150ھ بیک وقت علم الکلام، علم الحدیث اور علم الفقہ کے ماہر تھے۔ آپ نے چالیس ہزار احادیث میں سے انتخاب کر کے فقہی ابواب کی طرز پر اپنے تلامذہ کو احادیث لکھوائیں۔ آپ کی ان روایات کو آپ کے بڑے بڑے تمام شاگردوں نے نقل کیا ہے جن میں

امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد رحمہم اللہ قابل ذکر ہیں۔ ان میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے حوالہ سے مروی کتب زیادہ مشہور ہیں۔

فائدہ:

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا ایک اثر بغیر سند کے نقل کیا ہے:

وَقَالَ النَّخَعِيُّ إِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا فَنِيَّةُ الْحَالِفِ وَإِنْ كَانَ مَظْلُومًا فَنِيَّةُ الْمُسْتَحْلِفِ

ترجمہ: امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر قسم اٹھوانے والا ظالم ہو تو اس وقت قسم اٹھانے والے کی نیت کا اعتبار ہو گا اور اگر قسم اٹھوانے والا مظلوم ہو تو اب اسی قسم اٹھوانے والے کی نیت کا اعتبار ہو گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس اثر کو سند کے ساتھ کتاب الآثار کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس اثر کے بارے لکھتے ہیں:

وَصَلَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ كِتَابِ الْآثَارِ عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْهُ

ترجمہ: امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ نے اس اثر کو کتاب الآثار میں عن ابی حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم؛ یعنی سندِ متصل کے ساتھ نقل کیا ہے۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری بَابُ يَمِيْنِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ إِنَّهُ أَخُوْهُ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محدثین کے ہاں بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی یہ کتاب معتبر ہے۔

مسند امام اعظم:

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ ت 150ھ نے جن اساتذہ سے روایات لی ہیں انہیں بعد میں محدثین نے مرتب کیا ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر جو نسخہ پڑھا، پڑھایا جاتا ہے وہ امام حارثی بخاری رحمہ اللہ سے منقول ہے جسے علامہ حصکفی رحمہ اللہ نے تکرار کو ختم کر کے مرتب کیا اور شیخ عابد سندھی رحمہ اللہ نے اسے فقہی ابواب کی ترتیب دی۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ چونکہ تابعی ہیں اس لیے کتاب الآثار اور مسند امام اعظم میں ایسی کئی روایات موجود ہیں جو اُحادی ہیں یعنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے اور وہ

صحابی کا واسطہ ہے۔ یہ بہت بڑی خصوصیت ہے۔

مؤطا امام مالک:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امام دارالہجرۃ امام مالک بن انس رحمہ اللہ ت179ھ نے فقہی ابواب کی طرز پر اپنی سند سے منقول روایات کو ایک جگہ جمع فرمایا۔ اس کتاب میں آپ رحمہ اللہ نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین واعمال کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ کے فتاویٰ اور مرسَل احادیث کو بھی جمع فرمایا ہے۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کے بقول مؤطا امام مالک اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ صحیح کتاب تھی۔

فائدہ:

مُرسَل سے مراد وہ حدیث ہے جس میں ایک صحابی دوسرے صحابی کا یا تابعی صحابی کا واسطہ ذکر کیے بغیر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یا عمل کو نقل کرے۔ جمہور محدثین کرام رحمہم اللہ کے ہاں مُرسَل حدیث حجت اور قابل قبول ہے۔

مؤطا امام محمد:

امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ جو علم حدیث، علم فقہ اور علم لغت کے ماہر تھے۔ آپ نے مختلف اساتذہ سے احادیث سن کر انہیں ایک جگہ جمع فرمایا۔ آپ نے اس کتاب میں زیادہ تر روایات امام مالک رحمہ اللہ کے حوالہ سے نقل کی ہیں۔ باب کے آخر میں وَبِهٖ نَأْخُذُ فرما کر احناف کا موقف پیش کرتے ہیں۔ اگر امام مالک سے مروی روایت احناف کے موقف سے ٹکرا رہی ہو تو پھر آپ احناف کے موقف پر دیگر روایات ذکر کر کے وجوہ ترجیح بھی بیان فرماتے ہیں۔

مسند الامام الشافعی:

ائمہ متبوعین میں سے ایک امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ ت204ھ ہیں۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنے تلامذہ کو جو احادیث بیان فرمائی تھیں انہیں بعد میں فقہی ابواب کے طرز پر یکجا جمع کیا گیا ہے۔

مصنَّف ابن ابی شیبہ:

امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد المعروف ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ ت235ھ نے فقہی ابواب کی طرز پر احادیث مرفوعہ، موقوفہ، مقطوعہ اور تبع تابعین کے اقوال وافعال کو جمع کیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ایک مسئلہ کے بارے دونوں قسم کی روایات ذکر کی ہیں جن سے اجتہادی مسائل میں اختلاف کی نوعیت بھی سمجھ آتی ہے۔ اس کتاب سے صحیح فائدہ حاصل کرنے کے لیے شیخ محمد عوامہ کی تحقیق والا نسخہ اور شیخ زاہد بن حسن الکوثری رحمہ اللہ کی کتاب اَلنُّکَتُ الطَّرِیْفَۃُ کا مطالعہ ضروری ہے۔

مسند الامام احمد بن حنبل:

امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ ت241ھ فقہ کے مقتدا ہونے کے ساتھ ساتھ علم الحدیث میں بھی امامت کے منصب پر فائز ہیں۔ آپ رحمہ اللہ نے زندگی بھر اپنے اساتذہ سے جو احادیث سن رکھی تھیں انہیں کئی جلدوں میں جمع فرمایا۔ بلاشبہ یہ کتاب طالبین حدیث کے لیے ایک انسائیکلوپیڈیا کا درجہ رکھتی ہے۔

صحیح البخاری:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری الشافعی رحمہ اللہ ت256ھ نے ایک خواب دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمارہے ہیں اور میں پنکھا لے کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے وجود اقدس سے مکھیوں کو ہٹا رہا ہوں۔ معبرین نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ اللہ کریم آپ سے حدیث مبارک کی تدوین کا کام لیں گے۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ نے اس خواب کی بنیاد پر صحیح بخاری لکھی۔

اس کتاب کا مکمل نام ”اَلْجَامِعُ الْمُسْنَدُ الصَّحِیْحُ اَلْمُخْتَصَرُ مِنْ اُمُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسُنَنِہٖ وَاَیَّامِہٖ“ ہے۔

صحیح بخاری کی روایات میں سب سے اعلیٰ درجہ کی روایات؛ ثلاثیات ہیں۔ یعنی ان روایات میں امام بخاری رحمہ اللہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں: تبع تابعی، تابعی اور صحابی۔ ثلاثیاتِ بخاری کی تعداد 22 ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان بائیس روایات کو پانچ اساتذہ سے نقل کیا ہے۔ گیارہ روایات مکی بن

ابراہیم سے، چھ روایات ابو عاصم النبیل سے، تین روایات محمد بن عبد اللہ انصاری سے، ایک روایت خلاد بن یحیٰ سے اور ایک روایت عصام بن خالد الحمصی سے مروی ہے۔

ان پانچ حضرات میں سے پہلے چار حضرات امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ جبکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں گویا کہ بخاری شریف کی سب سے اعلیٰ درجہ کی بائیس احادیث میں سے اکیس احادیث امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں سے مروی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب میں کوئی عقیدہ یا فقہی مسئلہ بیان فرمانے کے بعد اس سے متعلق مرفوع، موقوف اور مقطوع روایات بیان فرماتے ہیں۔ کبھی کبھی صحابی یا تابعی کے قول یا عمل کو حدیث مرفوع پر بھی مقدم فرماتے ہیں۔

فروعی مسائل میں امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کے مقلد ہونے کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجیحی بنیادوں پر وہ احادیث ذکر فرمائی ہیں جو امام شافعی رحمہ اللہ کی مستدل ہیں۔

صحیح مسلم:

امام ابو الحسن مسلم بن الحجاج القشیری النیشابوری الشافعی رحمہ اللہ ت 261ھ نے عوام میں موضوع روایات کے بڑھتے ہوئے رجحان کو دیکھ کر تین لاکھ احادیث مبارکہ میں سے منتخب کر کے صحیح مسلم لکھی۔

اس کتاب کی خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے ایک مسئلہ سے متعلق مروی روایات کو ایک جگہ جمع فرمادیا۔ اسی حسن ترتیب کی وجہ سے بعض حضرات نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر فوقیت دی ہے۔

سنن ابی داود:

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی حنبلی رحمہ اللہ ت 275ھ نے پانچ لاکھ احادیث میں سے انتخاب کر کے فقہی ابواب کی طرز پر احادیث صحیحہ، حسن اور ضعیف کو جمع فرمایا۔

آپ احادیث کے ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ قال ابو داود کہہ کر احادیث کی مختلف جہتوں پر محدثانہ اور فقیہانہ بحث بھی فرماتے ہیں۔

قال ابو داؤد:

سنن ابی داؤد کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت "قَالَ اَبُوْ دَاوٗدُ" ہے۔ جس میں امام ابو داؤد رحمہ اللہ اسناد پر حکم لگاتے ہیں، کبھی حدیث کے الفاظ میں راویوں کے اختلاف کو بیان فرماتے ہیں اور کبھی تعدد طرق کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

کبھی امام ابو داؤد رحمہ اللہ حدیث بیان فرماتے ہیں اور اس کے بارے میں کچھ کہے بغیر آگے گزر جاتے ہیں ایسی روایات کے بارے میں راجح قول یہ ہے کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے سکوت سے حدیث کا صالح للاحتجاج ہونا لازم نہیں آتا۔ بلکہ سند میں غور و فکر اور تحقیق کے بعد ہی اس کا فیصلہ ہو سکے گا۔

اس لیے کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ جب خاموش ہوتے ہیں تو ہمیشہ خاموشی کی وجہ صحت نہیں ہوتی بلکہ کبھی ضعف کی شہرت اور کبھی معمولی سا ضعف ہوتا ہے۔ کبھی اس لیے بھی سکوت کرتے ہیں کہ وہ اس سے پہلے اس راوی پر اپنی اس کتاب میں تفصیل سے کلام کر چکے ہوتے ہیں، کبھی سکوت کا سبب نسیان ہوتا ہے اور کبھی امام ابو داؤد رحمہ اللہ سے نقل کرنے والے راویوں کے اختلاف کی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے۔

سنن ترمذی:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی الشافعی رحمہ اللہ ت 279ھ نے فقہی ابواب کی طرز پر احادیث مبارکہ جمع فرمائی ہیں۔ آپ رحمہ اللہ ترجمۃ الباب میں کوئی فقہی مسئلہ بیان کر کے اس باب سے متعلق دونوں قسم کی احادیث نقل کر کے یہ بھی بتاتے ہیں کہ ان میں سے کس حدیث پر کس فقیہ کا عمل ہے۔

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی کہہ کر سند پر بھی کلام فرماتے ہیں۔

فائدہ:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے سنن ترمذی میں جو اصطلاحات استعمال کی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

- هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ
- هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ
- هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

- هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ
- هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ
- هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ
- هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غریبٌ

سنن نسائی:

امام ابوعبد الرحمن احمد بن علی بن شعیب النسائی الشافعی رحمہ اللہ ت 303ھ نے محدثانہ اور ناقدانہ طرز پر ان احادیث مبارکہ کو جمع فرمایا ہے جن سے فقہاء نے استدلال کیا ہے اور احادیث کے ساتھ ساتھ فقہاء کرام کے فتاویٰ بھی نقل فرمائے ہیں۔

سنن ابن ماجہ:

امام ابوعبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ الشافعی رحمہ اللہ ت 273ھ نے فقہی مسائل کی ترتیب پر احادیث جمع کی ہیں اور ابتدا میں مقدمہ کے طور پر اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حجیت حدیث، بدعات کی مذمت اور آزادانہ رائے اختیار کرنے کی مذمت کی ہے۔

شرح معانی الآثار:

اس کتاب کے مؤلف ہیں: امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ ازدی الحجری المصری الطحاوی الحنفی رحمہ اللہ ت 321ھ۔ آپ رحمہ اللہ علم الکلام کے ماہر متکلم، علم تفسیر کے ماہر مفسر، علم حدیث کے ماہر محدث، علم الفقہ کے ماہر فقیہہ اور اصول حدیث واسماء الرجال کے ماہر ناقد تھے۔ آپ رحمہ اللہ کی اس مشہور کتاب "شرح معانی الآثار" کو "طحاوی شریف" بھی کہا جاتا ہے۔

وجہ تالیف:

امام طحاوی رحمہ اللہ نے یہ کتاب کیوں لکھی؟ اس کی وجہ آپ نے خود کتاب کے مقدمہ میں بیان کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ کے دور میں بعض دہریوں اور منکرین حدیث نے اسلام اور حجیت حدیث پر احادیث

متعارضہ کی وجہ سے اعتراض کیے۔ بعض دوستوں کے اصرار پر حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے یہ کتاب لکھی اور بظاہر متعارض نظر آنے والی احادیث میں تطبیق، نسخ، تاویل، اور ترجیح کے ذریعے تعارض کو ختم فرمایا۔

اسلوب کتاب:

امام طحاوی رحمہ اللہ ایک باب قائم کر کے مسئلہ بیان کرتے ہیں اس کے بعد اپنی سند سے متعدد طرق ذکر کرتے ہیں پھر فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذِهِ الْآثَارِ کہہ کر بتاتے ہیں کہ ان روایات پر اہل علم کی ایک جماعت کا عمل ہے۔ اس کے بعد وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ کہہ کر دیگر احادیث مرفوعہ، موقوفہ اور مقطوعہ لاتے ہیں۔ پھر ان دونوں میں ممکن ہو تو تطبیق دیتے ہیں یا نسخ کو بیان کرتے ہیں وگرنہ پہلی قسم کی روایات کے دلائل کے جوابات دے کر آخر میں راجح مذہب پر عقلی دلیل پیش کر کے حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام لے لیتے ہیں۔

خصوصیات کتاب:

1: یہ کتاب ان کتب میں شامل ہے جنہیں سنن کہا جاتا ہے، یعنی امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں فقہی مسائل کی ترتیب پر احادیث و آثار کو جمع فرمایا ہے۔

2: امام طحاوی رحمہ اللہ اس کتاب میں احادیث اپنی سند سے لاتے ہیں کسی کتاب سے نقل نہیں کرتے۔

3: ایک حدیث مبارک کو متعدد اسناد کے ساتھ لاتے ہیں جس کی وجہ سے حدیث مبارک میں قوت آجاتی ہے۔

4: اس کتاب میں بہت سی احادیث ایسی ہیں جو ائمہ صحاح ستہ نے اپنی کتب میں نقل کی ہیں۔

5: اس کتاب میں بہت سی احادیث ایسی بھی ہیں جن سے کتبِ ستہ خالی ہیں۔

6: اس کتاب میں احادیث ایسی بھی ہیں جو دیگر کتب احادیث میں سند ضعیف کے ساتھ منقول ہوتی ہیں تو آپ ان کی صحیح سند نقل کرتے ہیں۔

7: بعض روایات ایسی ہیں جو دیگر کتب احادیث میں منقول تو ہیں مگر ان میں سماع کی تصریح نہیں آپ اس روایت کو صراحتاً سماع کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

8: اگر ایک راوی عمر کے آخری حصے میں اختلاط کا شکار ہو جائے اور اس کے تلامذہ اس سے قبل الاختلاط اور

بعد الاختلاط روایت سن چکے ہوں تو امام طحاوی قبل الاختلاط سماع کی روایت ذکر کرتے ہیں۔

9: اگر ایک حدیث دیگر کتب حدیث میں مرسل یا منقطع ہو تو آپ اسے متصل سند سے ذکر کرتے ہیں۔

10: احادیث بیان کرنے کے دوران رُواۃ کی نسبت وغیرہ بھی بیان کرتے ہیں۔

11: متون حدیث میں مجمل کی تفسیر کرتے ہیں۔

12: احادیث مبارکہ پر حکم لگاتے ہیں، وجوہ اضطراب بیان کرتے ہیں اور رُواۃ پر کلام کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ کی کتاب بیک وقت حدیث، فقہ اور جرح وتعدیل کا مجموعہ بن جاتی ہے۔

13: پہلے ترجمۃ الباب قائم کرکے مسئلہ بیان کرتے ہیں پھر اس مسئلے کے بارے میں دونوں قسم کی روایات لاتے ہیں۔ کون سی قسم پر کس فقیہ کا عمل ہے؛ابتدا میں نام لیے بغیر فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰثَارِ اور وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فرماکر اجمالاً بیان کرتے ہیں اور پھر محققانہ کلام کرکے دونوں قسم کی روایات میں تطبیق دیتے ہیں۔ اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو نسخ یا ترجیح کی طرف جاتے ہیں اور آخر میں عقلی دلیل بیان کرکے مذہب راجح کی نشاندہی کرتے ہیں۔

14: آپ احادیث مرفوعہ کے ساتھ ساتھ احادیث موقوفہ اور مقطوعہ بھی لاتے ہیں۔

15: بسا اوقات آپ ایک حدیث لاتے ہیں جس کا ترجمۃ الباب سے بظاہر ربط نہیں ہوتا لیکن آپ اس سے ایسا استدلال کرتے ہیں کہ جس سے حدیث اور ترجمۃ الباب میں ربط نمایاں ہو جاتا ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح:

یہ کتاب دو کتابوں کا مجموعہ ہے:

1. مصابیح
2. مشکوٰۃ

مصابیح:

محی السنۃ امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی رحمہ اللہ ت516ھ نے صحاح ستہ سے احادیث صحیحہ اور حسن منتخب کرکے بلا سند انہیں ذکر فرمایا ہے۔

آپ کا اسلوب یہ ہے کہ پہلے "وَمِنَ الصِّحَاحِ" کا عنوان قائم فرما کر بخاری و مسلم کی روایات بیان فرماتے ہیں اور اس کے بعد "وَمِنَ الْحِسَانِ" کہہ کر دیگر کتب کی روایات ذکر کرتے ہیں۔

مشکوٰۃ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف خطیب تبریزی رحمہ اللہ ت 737ھ نے مصابیح کی احادیث کو سامنے رکھ کر مزید کچھ احادیث کا اضافہ فرمایا۔ حدیث کس صحابی سے مروی ہے یہ بتایا اور ہر باب میں ایک فصل کا اضافہ کر کے صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتب کی روایات کو بھی بیان کر دیا۔

اگر صاحب مصابیح نے کسی روایت پر ضعیف ہونے کا حکم لگایا تھا تو خطیب تبریزی رحمہ اللہ نے اکثر جگہوں پر اس کے ضعیف ہونے کی وجہ بھی بیان کر دی۔

معارف الحدیث:

مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ ت 1987ء نے حالات و ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے اردو دان طبقہ کے لیے مختلف عنوانات [ایمان، اعمال، اخلاق، معاشرت اور معاملات وغیرہ] پر احادیث مبارکہ جمع کر کے ان کی تشریح فرمائی ہے۔

زبدۃ الشمائل:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے سنن ترمذی کے آخر میں شمائل کے عنوان سے ان احادیث مبارکہ کو جمع فرمایا ہے جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، اخلاق، عملی زندگی، سونے جاگنے، کھانے پینے اور صورت مبارکہ وغیرہ کا بیان ہے۔ بندہ (محمد الیاس گھمن) نے عام فہم انداز میں ان احادیث مبارکہ کی تشریح کی ہے۔ جنہیں پڑھ کر ایک مسلمان کے دل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے مطابق زندگی گزارنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

دروس الحدیث:

بندہ (محمد الیاس گھمن) نے عوامی اجتماعات میں مختلف احادیث مبارکہ پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ انداز

متکلمانہ، فقیہانہ اور صوفیانہ ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر ایک عام انسان کی اعتقادی، عملی اور معاشرتی زندگی صحیح رخ پر آسکتی ہے۔ بفضل اللہ تعالیٰ۔

کتاب الحدیث:

یہ کتاب بھی بندہ (محمد الیاس گھمن) کی تالیف ہے۔ دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق اگرچہ اس کتاب کو آن لائن کورسز، مدارس، سکول اور کالجز کے طلبہ و طالبات کے لیے نصابی انداز میں مرتب کیا گیا ہے مگر انداز ایسا رکھا گیا ہے کہ کوئی بھی اس کو اپنے مطالعہ میں لا کر اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔

حدیث مبارک کا یہ نصاب چار حصوں (سمسٹرز) پر مشتمل ہے:

پہلا حصہ: جوامع الکلم (مختلف موضوعات پر مشتمل مختصر احادیث)

دوسرا حصہ: شریعت کے پانچ اجزاء (ایمانیات، عبادات، معاملات، اخلاقیات، معاشرات)

تیسرا حصہ: اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد

چوتھا حصہ: اہل السنۃ والجماعۃ کے مسائل

پہلا حصہ جوامع الکلم پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں مختصر احادیث کو لفظی اور بامحاورہ ترجمہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے تاکہ احادیث کو زبانی یاد کرنا آسان ہو اور ان کا مفہوم بھی ذہن میں رہے۔ اس حصے میں احادیث کی تشریح ذکر نہیں کی گئی، البتہ بقیہ تینوں حصوں میں احادیث مبارکہ کی تشریح بھی موجود ہے۔ ہر باب کے شروع میں اس باب کا تعارفی خاکہ پیش کیا گیا ہے اور ہر باب کے اختتام پر امتحانی مشقیں بھی دی گئی ہیں تاکہ پڑھے ہوئے اسباق کی دہرائی ہو جائے۔

اس کتاب میں تقریباً 700 احادیث مبارکہ لفظی و بامحاورہ ترجمہ، تشریح الحدیث اور فوائد الحدیث کے ساتھ موجود ہیں۔ یہ کتاب ہمارے آن لائن کورسز [چار سالہ عالم کورس، دو سالہ علم دین کورس وغیرہ] میں کئی سال سے پڑھائی جا رہی ہے اور الحمد للہ بہت ہی مفید ثابت ہوئی ہے۔

اصولِ حدیث کی چند کتب کا تعارف

شرح شرح نخبۃ الفکر:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اصولِ حدیث پر نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ سلطان المحدثین ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ایک ضخیم کتاب اس کی تشریح کے لیے لکھی۔ آپ نے ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے اصول کی وضاحت کے ساتھ ساتھ احناف کے اصولِ حدیث کی دلنشین تشریح بھی فرمائی ہے۔

کوثر النبی فی اصول الحدیث النبوی:

علامہ عبد العزیز پرہاڑوی رحمہ اللہ نے عربی زبان میں اصولِ حدیث کی اصطلاحات کی تعریفات، صحت و ضُعف کے اعتبار سے حدیث کی اقسام، حدیث پڑھنے اور پڑھانے والے کے لیے ضروری آداب اور چند اہم اصولوں کو بڑے اختصار مگر جامعیت کے ساتھ بیان کیا ہے اور آخر میں جرح وتعدیل کے حوالے سے بھی بحث فرمائی ہے۔

قواعد فی علوم الحدیث:

شیخ الحدیث علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے عربی زبان میں اپنی مشہور کتاب اعلاء السنن کا ایک ضخیم مقدمہ تحریر فرمایا۔ یہ مقدمہ اب قواعد فی علوم الحدیث کے نام سے الگ شائع ہو چکا ہے۔ اس میں آپ نے اصول حدیث سے متعلق معلومات کو اصل کتب سے جمع کیا ہے۔ احناف کے اصولِ حدیث کے لیے بڑی مفید کتاب ہے۔

خیر الاصول:

مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ نے اردو میں حدیث کی اصطلاحات، اقسام اور طبقات کو ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ جرح وتعدیل کے الفاظ اور ان کے مراتب بھی بیان کیے ہیں۔ یہ ایک مختصر نصابی رسالہ ہے۔

آثار الحدیث:

علامہ خالد محمود رحمہ اللہ نے دو جلدوں میں حدیث مبارک سے متعلق اہم چیزوں کو جمع کیا ہے۔ حدیث کی ضرورت وحجیت، حدیث کی تدوین، حدیث کے آداب اور بنیادی اصولوں کو بڑے خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔

کتب حدیث کی اقسام

1۔ جامِع:

جامع؛ حدیث کی اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں تمام موضوعات؛ ایمان، عقائد، احکام، آداب، تفسیر، شمائل، تاریخ، سیر، مغازی، مناقب، زہد و سلوک اور رقاق وغیرہ ہر قسم کی احادیث موجود ہوں۔ جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح بخاری، امام ترمذی رحمہ اللہ کی جامع ترمذی، علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ کی جامع الاصول، علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کی مجمع الزوائد، حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی جمع الجوامع اور علامہ علی متقی حنفی رحمہ اللہ کی کنز العمال وغیرہ۔

2۔ سُنَن:

سنن؛ حدیث کی ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن کی جمع و ترتیب فقہی ابواب کی طرز پر ہو یعنی سب سے پہلے کتاب الطہارۃ، پھر کتاب الصلوٰۃ وغیرہ۔ جیسے سنن ترمذی، سنن ابی داود، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن طحاوی، سنن دارمی، السنن الکبریٰ اور سنن دار قطنی وغیرہ۔

3۔ مُسْنَد:

مسند؛ حدیث کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں جس میں کسی ایک یا مختلف صحابہ کی تمام روایات کو صحابہ کی ترتیب پر ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہو۔ مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی تمام احادیث، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی تمام احادیث خواہ وہ کسی بھی موضوع سے متعلق ہوں ایک جگہ جمع کر دی گئی ہوں۔ جیسے مسند احمد، مسند ابی یعلیٰ، مسند بزار، مسند عبد بن حمید، مسند ابو داود طیالسی وغیرہ۔

فائدہ 1:

عموماً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ترتیب تین اعتبار سے ہو گی:

1۔ حروف تہجی کے اعتبار سے: مثلاً جن صحابہ کرام کا نام "الف" سے شروع ہوتا ہے ان تمام کی احادیث ایک جگہ، پھر جن صحابہ کرام کا نام "ب" سے شروع ہوتا ہو، ان کی احادیث ایک جگہ۔

2۔ سبقت اسلام کے اعتبار سے: یعنی جن صحابہ کرام نے پہلے اسلام قبول کیا پہلے ان کی احادیث، پھر بعد میں اسلام لانے والوں کی احادیث۔

3۔ شرفِ نسب کے اعتبار سے: یعنی سب سے پہلے خاندان نبوت؛ بنو ہاشم کی احادیث لائی جاتی ہیں اور ان کے بعد ان کی احادیث لائی جاتی ہیں جو شرف نسب میں دوسروں سے زیادہ فضیلت والے ہوں۔

فائدہ2:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی "مسند امام اعظم" کی موجودہ ترتیب فقہی ابواب کی طرز پر ہے۔ یہ کتاب پہلے صحابہ کی ترتیب پر مرتب تھی بعد میں شیخ عابد سندھی رحمہ اللہ نے اسے فقہی ابواب کے مطابق ترتیب دیا لیکن نام پہلے والا یعنی "مُسنَد" ہی رہنے دیا۔

4۔مُعْجَم:

ایسی کتاب جس میں احادیث کو شیوخ واساتذہ کی ترتیب سے لکھا جائے جیسے امام ابو القاسم طبرانی رحمہ اللہ کی المعجم الکبیر، المعجم الاوسط اور المعجم الصغیر۔

فائدہ:

شیوخ کی ترتیب بھی تین لحاظ سے ہو گی:

1- ترتیب وفات کے اعتبار سے۔

2- تقویٰ اور علم کے اعتبار سے۔

3- حروف تہجی کے اعتبار سے۔

5۔ جُزْء:

حدیث کی ایسی کتاب جس میں کسی ایک صحابی کی، یا کسی ایک خاص موضوع یا خاص مسئلے پر احادیث جمع کر دی جائیں جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی "جزء رفع الیدین" ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے "کتاب القراءۃ" کے نام سے ایک مجموعہ حدیث جمع فرمایا ہے جس کا شمار بھی جزء میں ہوتا ہے۔

6۔مُسْتَخْرَج:

مستخرج؛حدیث کے اس مجموعے کو کہتے ہیں جس کا مؤلف کسی ایک خاص حدیث کی کتاب کو سامنے رکھ کر، اس کتاب کی احادیث کو اپنی سند سے بیان کرے جیسے امام یعقوب بن اسحاق اسفرائینی رحمہ اللہ کی کتاب "مُسْتَخْرَجُ اَبِیْ عُوَانَۃَ" جسے صحیح ابوعوانہ بھی کہتے ہیں۔اس کتاب کو امام اسفرائینی رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کی احادیث پر مستخرج کیا ہے۔اسی طرح امام اسماعیلی نے صحیح بخاری شریف کی احادیث کو اپنی سند سے بیان کیا ہے اور ان کی اس کتاب کا نام "مستخرج اسماعیلی" ہے۔

7۔ مُسْتَدْرَك:

مستدرک؛حدیث کی اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس کا مؤلف حدیث کی کسی ایک یا دو کتابوں کو سامنے رکھ کر اسی صاحبِ کتاب کی شرائط پر ایسی احادیث جمع ہے جو اُس کتاب میں شامل ہونے سے رہ گئی تھیں۔ جیسے امام حاکم رحمہ اللہ کی کتاب "اَلْمُسْتَدْرَكُ عَلَى الصَّحِيْحَيْنِ" جسے مستدرک حاکم بھی کہتے ہیں۔یہ کتاب انہوں نے بخاری ومسلم پر استدراک کرتے ہوئے تالیف فرمائی ہے۔

8۔ عِلَل:

ایسی کتاب جس میں احادیث کے ضعف کی وجوہات کو بیان کیا جائے جیسے امام ابن جوزی رحمہ اللہ کی "اَلْعِلَلُ الْمُتَنَاهِيَةُ" اور امام دارقطنی رحمہ اللہ کی "كِتَابُ الْعِلَل" ہے۔

9۔ اربَعین:

اربعین اس مجموعہ حدیث کو کہا جاتا ہے جس میں کسی ایک راوی کی ایک ہی موضوع پر چالیس احادیث کو جمع کیا جائے، یا متعدد راویوں کی مختلف موضوعات پر چالیس احادیث کو جمع کیا جائے۔ جیسے امام نووی رحمہ اللہ کی "اَرْبَعِيْن نَوَوِيَة" ہے۔

10۔ الترغیب والترھیب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص عمل یا مختلف اعمال کے کرنے پر وعدہ یا نہ کرنے پر جو وعید

ارشاد فرمائی ان روایات کو ایک جگہ جمع کرنا جیسے امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب " تَرْغِيْبُ الصَّلٰوة" اور امام منذری رحمہ اللہ کی کتاب اَلتَّرْغِيْبُ وَالتَّرْهِيْبُ"۔

11۔ مُسَلسَلات:

حدیث مبارک کو نقل کرنے والے افراد قول، فعل یا حالت وغیرہ میں متفق ہوں تو ایسی احادیث ایک جگہ جمع کرنا جیسے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی کتاب "اَلْفَضْلُ الْمُبِيْنُ فِي الْمُسَلْسَلِ مِنْ حَدِيْثِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ"۔

12۔ شرحُ الآثار:

ایک مسئلہ کے بارے میں بظاہر متضاد نظر آنے والی احادیث مبارکہ کی وضاحت، یا مختلف ایسے الفاظ کی تشریح جو غیر واضح ہوں جیسے امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ کی کتاب شرح معانی الآثار اور شرح مشکل الآثار۔

13۔ الادعِیة الماثورة:

ایسی کتاب جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک دعاؤں کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہو جیسے امام ابن سنی رحمہ اللہ کی کتاب "عَمَلُ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ"۔ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ کی کتاب "اَلْحِزْبُ الْاَعْظَم"۔

14۔اَسباب الحدیث:

ایسی کتاب جس میں حدیث مبارک کا سببِ ورود بیان کیا گیا ہو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سی بات کس موقع پر ارشاد فرمائی تھی۔ جیسے امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب اَللُّمَعُ فِيْ اَسْبَابِ الْحَدِيْثِ۔

15۔المَوضُوعات:

ایسی کتاب جس میں موضوع اور من گھڑت روایات کو جمع کیا گیا ہو۔ ایسی روایات کو جمع کرنے کا مقصد امت کو ان روایات کے بارے میں آگاہ کرنا اور ان کی نشر واشاعت سے بچانا ہے۔ جیسے سلطان المحدثین ملا علی قاری رحمہ اللہ کی کتاب اَلْمَوْضُوْعَاتُ الْكُبْرٰى اور علامہ طاہر پٹنی رحمہ اللہ کی کتاب تَذْكِرَةُ الْمَوْضُوْعَاتِ وغیرہ۔

کتبِ احادیث کے طبقات

کتب حدیث کے پانچ طبقات ہیں:

پہلا طبقہ:

وہ کتب حدیث جن کے مصنفین نے اپنی کوشش اور گمان کے مطابق صرف صحیح حدیثیں نقل کی ہوں۔ جیسے مؤطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان اور صحیح ابو عوانہ وغیرہ۔

دوسرا طبقہ:

وہ کتب جن میں صحیح احادیث، حسن احادیث اور ضعیف احادیث ہوں مگر ان میں سے اکثر مقبول ہوں۔ جیسے سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، اور مسند امام احمد، شرح معانی الآثار، مؤطا امام محمد وغیرہ۔

تیسرا طبقہ:

وہ کتب جن میں ہر قسم کی احادیث ملی جلی بیان کی جائیں۔ جیسے مسند سعید بن منصور، سنن ابن ماجہ اور مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ۔

چوتھا طبقہ:

وہ کتب جن میں ایسی احادیث بیان کی جائیں جن میں سے اکثر پر ضعف کا حکم لگایا گیا ہو جیسے حکیم ترمذی رحمہ اللہ کی نوادر الاصول اور امام ابن عدی رحمہ اللہ کی الکامل وغیرہ۔

پانچواں طبقہ:

وہ کتب احادیث جن میں صرف موضوع روایات جمع کی گئی ہوں۔ جیسے علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کی موضوعات اور ملا علی قاری رحمہ اللہ کی الموضوعات الکبریٰ ہے۔

فائدہ 1:

علماء محققین، محدثین اور ناقدین کا ایسی کتابیں لکھنا جن میں صرف احادیثِ موضوعہ ہوں، اس کا مقصد یہ

ہے کہ عام لوگ ان من گھڑت روایات سے باخبر ہو کر دھوکہ میں آنے سے بچ سکیں۔

فائدہ2:

پہلے اور دوسرے طبقہ کی کتابوں پر محدثین کا اعتماد ہے، تیسرے طبقہ کی روایات کو صرف حاذق وناقد لوگ جنہیں راویوں کے حالات اوراسانید کی خرابیاں معلوم ہوں وہ عمل کے لیے منتخب کرسکتے ہیں۔ چوتھے طبقہ کی روایات سے عقائد اور احکام میں استدلال درست نہیں ہے۔ پانچویں طبقہ کی کتابوں کی روایات من گھڑت ہیں اور میں بڑا فتنہ ہیں۔ ان روایات کو بیان کرنے سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔

فائدہ3:

طبقہ ثالثہ کی روایات کے بارے میں یہ ذہن میں رہے کہ ان کتب میں مروی روایات کسی عقیدے یا کسی شرعی حکم پر بطور دلیل کے پیش نہیں کی جاسکتیں۔ البتہ ان مذکورہ کتب میں کوئی ایسی روایت ہو جو سنداً صحیح ہو اور قرآن کریم اور صحیح احادیث سے متعارض نہ ہو اور اکثر امت اور جمہور اہل اسلام کا اس پر تعامل بھی ہو تو اس کی صحت میں کوئی کلام نہیں ہے۔ اور ایسی روایات عقیدہ یا عمل پر بطور دلیل کے پیش کرنا بالکل درست ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

حدیث بیان کرنے والے ائمہ کے القاب

محدثین کے چند القاب درج ذیل ہیں:

1۔ مُسنِد
2۔ محدِّث
3۔ حافظ
4۔ حجت
5۔ حاکم
6۔ امیر المؤمنین فی الحدیث

1۔ مُسنِد:

مسند کا لغوی معنٰی ہے: نسبت کرنے والا، سہارا دینے والا۔ اور اصطلاح محدثین میں سند کے ساتھ روایت بیان کرنے والے کو مُسنِد کہتے ہیں۔

2۔ مُحَدِّث:

وہ عالم جسے حدیث کے الفاظ و معانی دونوں کا علم ہو، روایات کی بہت بڑی تعداد سے واقف ہو، محض الفاظ اور روایت کا ہی ناقل نہ ہو بلکہ مطلب اور مفہوم پر گہری نظر رکھتا ہو۔

3۔ حافظ:

اکثر محدثین کے نزدیک حافظ اور محدث دونوں کا معنٰی ایک ہے۔
بعض حضرات کے نزدیک ایسا محدث جس کو کم از کم ایک لاکھ حدیث کا مکمل علم ہو اسے حافظ کہتے ہیں۔

فائدہ:

دوسری تعریف کے اعتبار سے حافظ محدث سے اعلٰی ہوتا ہے، حفاظ محدثین بہت بڑی تعداد میں گزرے ہیں۔ جن کے حالات پر ائمہ نے مستقل کتب تصنیف فرمائی ہیں جیسے تذکرۃ الحفاظ وغیرہ۔

4۔ حجت:

جس محدث کو تین لاکھ احادیث کا علم ہو۔

5۔ حاکم:

وہ محدث جس کی احادیث سے واقفیت اتنی جامع ہو کہ شاید ہی کوئی حصہ اس کی معلومات سے باہر ہو جسے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ۔

6۔ امیر المؤمنین فی الحدیث:

اس لقب کا مصداق وہ اہل تحقیق ائمہ قرار دیے گئے ہیں جو فن کی معلومات میں ان تمام افراد سے فائق ہوں۔ جن کو اس لقب کے علاوہ دیگر القاب کا مصداق قرار دیا گیا ہو۔ اور وہ سب اس کی طرف رجوع کرنے والے ہوں اور اس کی تحقیقات کو بنظر اطمینان واعتماد دیکھتے ہوں۔

تجدیدِ اقوال:

ماضی قریب میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے ان القاب کی تجدید فرمائی ہے۔

محدث:

وہ ہے جو کتب حدیث کے مطالعہ اور درس وتدریس کے ساتھ ہی زیادہ تر اشتغال رکھتا ہو۔

حافظ:

ایسا اشتغال رکھنے والا وہ عالم جو فن تحقیقات کے اس مقام پر پہنچ جائے کہ حدیث کو سنتے ہی اس کی معلومات اس کو بتادیں کہ یہ حدیث؛ صِحاح سے ہے یا حِسان میں سے ہے یا پھر ضِعاف میں سے ہے۔ نیز اس کو ایک ہزار سے زائد احادیث محفوظ ہوں۔

حجت:

وہ محدث کہلائے گا جو فن کی معلومات وتحقیقات میں اتنا عالی مقام رکھتا ہو کہ وہ کسی حدیث کی تحقیق کی نسبت سے جو کچھ کہہ دے اس کے ہم عصر اس کو تسلیم کرلیں۔

مشق نمبر 3

خالی جگہ پر کریں:

1: جمہور محدثین کے ہاں مرسل حدیث...........ہے۔

2: امام احمد بن حنبل فقہ کے مقتدا ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث میں بھی...........کے مقام پر فائز ہیں۔

3: صحیح بخاری کی روایات میں ثلاثیات کی تعداد...........ہے۔

4: مشکوٰۃ المصابیح...........کتابوں کا مجموعہ ہے۔

5: اگر صاحبِ مصابیح نے کسی روایت پر........... ہونے کا حکم لگایا تھا تو خطیب تبریزی رحمہ اللہ نے اکثر جگہوں پر اس کی وجہ بھی بیان کر دی۔

درست جواب کی نشاندہی کریں:

1: کتاب الآثار کے لیے انتخاب کیا گیا:

چالیس ہزار احادیث میں سے　　　بیس ہزار احادیث میں سے

2: مسند امام اعظم کا جو نسخہ ہمارے ہاں پڑھایا جاتا ہے وہ منقول ہے:

امام ابو یوسف سے　　　امام حارثی بخاری سے　　　امام زفر سے

3: امام محمد رحمہ اللہ نے موطا محمد سے زیادہ تر روایات لی ہیں:

امام مالک سے　　　امام اعمش سے　　　امام ابو یوسف سے

4: شرح معانی الآثار کے مؤلف ہیں:

امام طحاوی　　　امام بخاری　　　امام ابن ماجہ

5: کتاب الحدیث مشتمل ہے:

چار حصوں پر　　　پانچ حصوں پر　　　چھ حصوں پر

6:علل؛حدیث کی اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں وجہ بیان کی جائے حدیث کے:

ضُعف کی　　　حسن ہونے کی　　　ان میں سے کوئی بھی نہیں

7:کتب حدیث کے طبقات ہیں:

سات　　　پانچ　　　تین

8:مُسنِد کا لغوی معنٰی ہے:

جگہ دینے والا　　　کمزور کرنے والا　　　نسبت کرنے والا

9:حجت اس شخص کو کہتے ہیں جس کو یاد ہوں:

ایک لاکھ احادیث　　　دو لاکھ احادیث　　　تین لاکھ احادیث

10:ماضی قریب میں ان اصطلاحات کی تجدید فرمائی ہے:

مولانا اشرف علی تھانوی نے　　　علامہ انور شاہ کشمیری نے　　　مولانا ظفر احمد عثمانی نے

مختصر جواب دیں:

1: کتاب الآثار کا مختصر تعارف تحریر کریں۔

2: صحیح بخاری کا مکمل نام لکھیں۔

3: سنن ترمذی میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے جو اصطلاحات استعمال کی ہیں وہ قلمبند کریں۔

4: شرح معانی الآثار کی کوئی سی پانچ خصوصیات تحریر کریں۔

5: جامع؛حدیث کی کس کتاب کو کہا جاتا ہے؟

6: مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے محدث،حافظ اور حجت کی کیا تعریف کی ہے؟

7: امیر المؤمنین فی الحدیث کی تعریف تحریر کریں۔

8: حدیث کی کتب کے کتنے طبقات ہیں؟

9: کتبِ حدیث کے پانچویں طبقے میں کون سی کتابیں شامل ہوتی ہیں؟

چوتھا باب

چند اہم اصول

اصول نمبر 1:

حدیث مبارک کی تعریف، حدیث مبارک کی تقسیم اور حدیث مبارک پر لگائے جانے والے احکام؛ اجتہادی ہیں، منصوص نہیں۔یعنی حدیث کی تعریف، حدیث کی تقسیم اور حدیث پر صحت یا ضعف کا حکم اللہ تعالیٰ یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں لگایا بلکہ اہل علم نے اپنے علم اور اجتہاد کی بنیاد پر لگایا ہے۔

فائدہ:

اہل علم پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی اجتہادی بات کو ماننا تقلید کہلاتا ہے۔

اصول نمبر 2:

چونکہ حدیث مبارک پر حکم لگانا اجتہادی مسئلہ ہے اور اجتہادی مسائل میں ماہرین کا اختلاف ہو جاتا ہے اور یہ کوئی عیب کی بات نہیں۔اس لیے ایسا ہو سکتا ہے کہ کوئی حدیث ایک محدث کے ہاں صحیح ہو اور دوسرے کے ہاں ضعیف۔اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ایک حدیث کا راوی ایک محدث کے ہاں ثقہ ہو اور دوسرے کے ہاں ضعیف۔ لہذا کسی حدیث مبارک کا بعض محدثین کے ہاں ضعیف ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سب کے ہاں ضعیف ہو۔اسی طرح کسی راوی کے بعض ائمہ کے نزدیک مجروح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ سب کے نزدیک مجروح ہو۔

فائدہ:

اجتہادیات کے بارے ضابطہ یہ ہے کہ ایک مجتہد کا اجتہاد دوسرے مجتہد اور اس کے معتقدین کے خلاف حجت نہیں ہوتا۔

اصول نمبر 3:

اگر کسی حدیث مبارک کی سند ایک ہی ہو اور اس میں کوئی وجہ ضعف پائی جائے جس کی وجہ سے حدیث پر

ضعیف ہونے کا حکم لگ جائے تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

اگر اس میں کوئی متروک اور وضاع و کذاب راوی نہ ہو تو اس حدیث پر تین شرطوں کے ساتھ عمل کرنا جائز ہو گا:

1: ضعف غیر شدید ہو۔

2: اس حدیث کا مضمون قواعد شرعیہ میں سے کسی قاعدہ کے تحت آتا ہو یعنی اس متن میں موجود بات قرآن، سنت اور اجماع سے نہ ٹکراتی ہو۔

3: اس پر عمل کرتے وقت اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یقینی طور پر ثابت نہ سمجھا جائے بلکہ صرف قواعد شرعیہ کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے اس پر ثواب کی امید رکھی جائے۔

اصول نمبر 4:

محدثین کرام رحمہم اللہ کے ہاں کسی عمل کی فضیلت کو ثابت کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے، کسی نیک کام کرنے کی ترغیب اور برے کام سے روکنے کے لیے، وعظ و نصیحت کے لیے اور واقعات کو بیان کرنے کے لیے ضعیف حدیث کو مندرجہ بالا تین شرائط کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے۔ ترغیب و ترہیب، حکایات و قصص اور فضائل اعمال کی روایات میں تساہل اور نرمی سے کام لیا جاتا ہے جبکہ احکام سے متعلق احادیث کے بارے محدثین سختی اور شدت اختیار فرماتے ہیں۔

اصول نمبر 5:

حدیث مبارک دو چیزوں کے مجموعے کا نام ہے:

1: سند- یعنی نقل کرنے والے افراد۔

2: متن- یعنی وہ بات یا عمل جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین عظام رحمہم اللہ کی طرف منسوب ہو۔ کسی بھی حدیث کے مقبول یا غیر مقبول ہونے کے لیے سند اور متن دونوں کی تحقیق ضروری ہوتی ہے۔

محدث جب کسی حدیث کے بارے میں کہے "هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ" اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس

روایت کی سند صحیح ہے۔ اور جب محدث کہے "هٰذَا حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ" تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس روایت کی سند کمزور ہے۔

اگر کسی سند کا ضعف ثابت ہو جائے تو اس سے متن کا ضعیف ہونا لازم نہیں آتا اسی طرح اگر سند صحیح ہو تو اس کا معنٰی یہ نہیں کہ متن بھی ضرور صحیح ہو گا بلکہ متن کے مقبول و معمول بہا ہونے یا متروک و منسوخ ہونے کا فیصلہ اصول شرعیہ کی موافقت و عدم موافقت کے اعتبار سے ہو گا۔ موافق شرع ہونے کی صورت میں متن مقبول ہو گا، خواہ سند ضعیف ہی کیوں نہ ہو اور مخالف شرع ہونے کی صورت میں متن منسوخ یا متروک ہی ہو گا، اگرچہ روایت صحیح ہی کیوں نہ ہو۔

اصول نمبر 6:

ہر ضعیف حدیث نا قابل عمل نہیں ہوتی، بلکہ اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی راوی ضعیف ہو مگر اس کا متن؛ اصول شریعت کے موافق ہو تو وہ متن قابل عمل ہوتا ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں:

1. اگر حدیث مبارک کی سند میں ضُعف ہو لیکن اس کا متن قرآن کریم کے موافق ہو یعنی جو بات اس حدیث مبارک سے ثابت ہو رہی ہو وہی بات قرآن کریم میں موجود ہو تو سند کے ضُعف کے باوجود متن مقبول ہو گا۔
2. اگر حدیث مبارک کی سند میں ضُعف ہو لیکن اس کا متن لفظاً یا معناً متواتر ہو یعنی جو بات اس حدیث مبارک سے ثابت ہو رہی ہو وہی بات احادیث متواترہ میں موجود ہو تو سند کے ضُعف کے باوجود متن مقبول ہو گا۔
3. اگر حدیث مبارک کی سند میں ضُعف ہو لیکن اس کے متن پر امت کا اجماع ہو یعنی جو بات اس حدیث مبارک سے ثابت ہو رہی ہو اسی مضمون پر امت متفق ہو تو سند کے ضُعف کے باوجود متن مقبول ہو گا۔
4. اگر حدیث مبارک کی سند میں ضُعف ہو لیکن اس کے متن کو تلقی بالقبول حاصل ہو یعنی جو بات اس حدیث مبارک سے ثابت ہو رہی ہو اسی مضمون کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور ائمہ مجتہدین قبول کر چکے ہوں تو سند کے ضُعف کے باوجود متن مقبول ہو گا۔
5. اگر حدیث مبارک کی سند میں ضُعف ہو لیکن اس کے متن سے کسی مجتہد اور صاحبِ فن عالم نے استدلال کیا ہو تو

وہ حدیث مبارک سند کے ضُعف کے باوجود اس مستدِل اور اس پر اعتماد کرنے والوں کے لیے مقبول ہو گی۔

اصول نمبر 7:

حدیث مبارک سند کے اعتبار سے صحیح ہو مگر متن نا قابل عمل ہو تو اس متن کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں:

1. اگر حدیث مبارک کی سند صحیح ہو لیکن اس کا متن قرآن کریم کی کسی آیت سے ٹکرا رہا ہو اور دونوں میں تطبیق ممکن نہ ہو تو صحیح سند ہونے کے باوجود متن متروک ہو گا۔
2. اگر حدیث مبارک کی سند صحیح ہو اور وہ حدیث خبر واحد ہو لیکن اس کا متن سنت متواترہ یا سنت مشہورہ سے ٹکرا رہا ہو اور دونوں میں تطبیق ممکن نہ ہو تو صحیح سند ہونے کے باوجود خبر واحد کو چھوڑ دیا جائے گا اور سنت متواترہ یا مشہورہ کو لے لیا جائے گا۔
3. اگر حدیث مبارک کی سند صحیح ہو لیکن اس کا متن اجماع امت سے ٹکرا رہا ہو اور دونوں میں تطبیق ممکن نہ ہو تو صحیح سند ہونے کے باوجود متن متروک ہو گا۔
4. اگر حدیث مبارک کی سند صحیح ہو اور وہ حدیث خبر واحد ہو اور اس کا مضمون قیاس الاصول سے ٹکرا رہا ہو تو سند صحیح ہونے کے باوجود اس متن کو چھوڑ دیا جائے گا۔ ***
5. اگر کوئی چیز ایسی ہو جس کی ضرورت ہر خاص وعام کو ہو، جسے کرنا ضروری ہو مگر وہ لوگوں میں مشہور نہ ہو بلکہ وہ خبر واحد سے ثابت ہو تو اس میں مناسب تاویل کریں گے، یا منسوخ سمجھیں گے یا اس کو کسی راوی کا وہم سمجھیں گے۔
6. اسی طرح اگر کوئی چیز لوگوں میں اتنی متعارف اور معمول بہا ہو جائے کہ تمام لوگ اس کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں اور خبر واحد اس کے خلاف آ جائے تو عمومِ بلویٰ کی وجہ سے خبر واحد کو معمول بہا نہیں سمجھیں گے بلکہ عموم بلویٰ کی وجہ سے رخصت دی جائے گی۔
7. اگر حدیث مبارک میں ایسا مسئلہ مذکور ہے جو قرونِ اولیٰ یعنی دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں زیر بحث آیا ہو لیکن اس حدیث کو یا تو کسی نے بھی دلیل اور مؤید نہ بنایا ہو بلکہ اپنے قیاس، اجتہاد اور دیگر دلائل کی جانب رجوع کیا ہو یا انہوں نے اس روایت کے معارض دوسری چیز پر اتفاق کر لیا ہو، تو پھر یا تو اس حدیث میں مناسب مقام تاویل

کریں گے یا اس کو چھوڑ دیں گے۔

*** فائدہ:

قیاس الاصول سے مراد یہ ہے کہ ایک عقلی بات ہو اور اس کی تائید میں قرآن کریم کی آیت یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہو۔

اصول نمبر 8:

احادیث مبارکہ میں حقیقی تعارض کبھی بھی نہیں ہوتا، البتہ کبھی ایک مسئلہ کے بارے میں روایات میں بظاہر تعارض ہو جاتا ہے۔ اور اس تعارض کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں:

1. بسا اوقات احادیث مبارکہ کے ذریعے ایک حکم دیا جاتا ہے جسے ایک صحابی محفوظ کر لیتا ہے کچھ عرصہ بعد حکم میں تبدیلی ہو جاتی ہے جس کا علم اس صحابی کو نہیں ہوتا بلکہ کسی دوسرے صحابی کو ہوتا ہے۔ یوں دونوں روایات امت میں منتقل ہو جاتی ہیں۔
2. کبھی تعارض کی وجہ صحابی کا قُرب یا بُعد ہوتا ہے، یعنی ایک صحابی قریب سے کسی چیز کو دیکھتا ہے اور دوسرا دور سے دیکھتا ہے۔
3. بسا اوقات ایک حدیث میں اصول، ضابطہ اور قانون ہوتا ہے اور دوسری حدیث میں کسی صحابی کی خصوصیت مذکور ہوتی ہے اور ان دونوں میں بظاہر تعارض ہو جاتا ہے۔
4. ظاہری تعارض کی ایک وجہ حالات اور شخصیات کا مختلف ہونا بھی ہے۔ یعنی سوال ایک ہی ہوتا ہے لیکن سائل کی ضرورت یا وقت کی ضرورت کے پیش نظر اس کے جوابات مختلف ہو جاتے ہیں۔
5. ظاہری تعارض کی ایک وجہ تفصیل واختصار بھی ہوتا ہے۔ ایک حدیث مبارک میں ایک بات تفصیل سے مذکور ہوتی ہے جبکہ دوسری حدیث میں اسے مختصراً بیان کر دیا جاتا ہے۔

ایسے موقع پر ان کتب کی طرف مراجعت کرنے سے ظاہری تعارض ختم ہو جاتا ہے جو اس عنوان پر لکھی گئیں ہیں۔ ان میں امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ کی دو کتابیں انتہائی اہم ہیں:

1: شرح معانی الآثار 2: شرح مشکل الآثار

اصول نمبر 9:

اگر ایک مسئلہ سے متعلق دو احادیث آجائیں جن میں بظاہر تعارض ہو تو ان میں تطبیق کی کوشش کریں گے، اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو پھر نسخ کی صورتوں میں سے کسی صورت کو دیکھیں گے اور اگر نسخ بھی نہ ہو تو پھر وجوہ ترجیح کی طرف جائیں گے۔

نسخ معلوم کرنے کے طریقے:

نسخ معلوم کرنے کے کئی طریقے ہیں:

1. حدیث مبارک میں وضاحت موجود ہو کہ پہلا حکم منسوخ اور بعد والا ناسخ ہے۔ اسے نسخ منصوص کہتے ہیں۔
2. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی صحابی وضاحت کرے کہ فلاں حکم منسوخ ہے اور فلاں ناسخ ہے۔
3. تاریخی اعتبار سے متعین کیا جائے کہ فلاں مسئلہ پہلے دور کا ہے تو وہ منسوخ ہے اور دوسرا بعد کے زمانہ کا ہے لہٰذا وہ ناسخ ہے۔
4. بسا اوقات محدثین کرام رحمھم اللہ کا حدیث مبارک کو ذکر کرنے کا اسلوب بھی منسوخ کو متعین کرتا ہے جیسے محدثین کی عمومی عادت یہ ہے کہ وہ منسوخ احادیث کو پہلے اور ناسخ کو بعد میں ذکر کرتے ہیں۔

اصول نمبر 10:

اگر ایک مسئلہ سے متعلق دو احادیث میں بظاہر تعارض ہو اور ان میں سے ناسخ منسوخ کی تعیین بھی ممکن نہ ہو تو پھر وجوہ ترجیح کی بنیاد پر ایک کو دوسری پر ترجیح دیں گے۔ جسے ترجیح دیں گے اسے راجح اور دوسری کو مرجوح کہتے ہیں۔

وجوہ ترجیح:

وجوہ ترجیح میں سے بعض کا تعلق متن سے، بعض کا تعلق سند سے اور بعض کا خارجی امور سے ہے۔

متن کے اعتبار سے وجوہ ترجیح:

1. قوت دلالت: محکم کو مفسر پر، مفسر کو نص پر، حقیقت کو مجاز پر اور شرعی معنی کو لغوی معنی پر ترجیح ہوگی۔

2. روایت باللفظ کو روایت بالمعنیٰ پر ترجیح ہو گی۔
3. جس حدیث مبارک کے متن کو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین لے لیں؛ اسے ترجیح ہو گی۔
4. جس متن پر صحابہ کا عمل ہو اسے ترجیح ہو گی۔
5. آخری عمل کو پہلے والے عمل پر ترجیح ہو گی۔ بشرطیکہ آخری عمل نہ تو عذر پر محمول ہو اور نہ ہی وہ عمل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہو۔
6. جس میں احتیاطی پہلو غالب ہو اسے ترجیح ہو گی۔

سند کے اعتبار سے وجوہ ترجیح:

1. فقیہ راوی کی حدیث کو غیر فقیہ راوی کی حدیث پر ترجیح ہو گی۔
2. علو سند۔ جس میں واسطے کم ہوں گے اسے دوسری پر ترجیح ہو گی۔
3. صفاتِ قبولیت (راوی کے عدل، ضبط، ورع وغیرہ) کا زیادہ ہونا۔
4. اگر ایک صحابی واقعہ کے وقت موجود ہو دوسرا کسی اور سے نقل کرے تو موجود کی روایت کو ترجیح ہو گی۔
5. ایک راوی ہر وقت ساتھ ہو دوسرا تھوڑی دیر کے لیے آئے اور چلا جائے تو زیادہ ساتھ رہنے والے کی روایت کو ترجیح ہو گی۔
6. جس کی روایت تعارض سے محفوظ ہو اس کی روایت کو تعارض والے راوی کی روایت پر ترجیح ہو گی۔

خارجی قرائن کے اعتبار سے وجوہ ترجیح:

1. نص قرآنی کے مطابق ہو۔
2. اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے موافق ہو۔
3. قیاس کے موافق ہو۔

تنبیہ:

کسی خاص کتاب میں حدیث مبارک کا موجود ہونا وجہ ترجیح نہیں ہے۔

اصول نمبر 11:

اگر حدیث مبارک کی سند میں کوئی بدعتی راوی آجائے تو اس کی روایت کے بارے میں تفصیل ہے۔ اگر وہ راوی اپنی بدعت کا داعی ہو یا وہ روایت اس کی بدعت کی تائید کر رہی ہو تو وہ روایت ناقابل قبول ہو گی۔ اور اگر وہ راوی بدعت کا داعی نہ ہو اور روایت اس کی بدعت کی تائید بھی نہ کر رہی ہو تو اس کی روایت مقبول ہو گی۔

اصول نمبر 12:

اگر کسی روایت کی سند ضعیف ہو لیکن اس میں کوئی کذاب اور وضاع راوی نہ ہو اور اس ضعیف روایت کی سندیں ایک سے زائد ہو جائیں تو اس کا ضعف ختم ہو جاتا ہے اور وہ روایت حسن لغیرہ بن جاتی ہے۔

اصول نمبر 13:

حدیث مبارک کے صحیح ہونے کے لیے سند اور متن کا درست ہونا ضروری ہے کسی خاص کتاب میں ہونا ضروری نہیں۔ اس لیے یہ ضروری نہیں کہ صحیح حدیث صرف بخاری اور مسلم میں ہو بلکہ ان کے علاوہ دیگر کتب حدیث میں بھی صحیح احادیث موجود ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خود امام بخاری اور امام مسلم رحمہا اللہ نے تمام صحیح احادیث کو جمع نہیں کیا بلکہ اختصار کی وجہ سے بہت سی صحیح احادیث اپنی کتابوں میں نہیں لائے۔

اصول نمبر 14:

بعض اہل علم کا کسی کتاب کے بارے یہ دعوی کرنا کہ "وہ کتب حدیث میں صحیح ترین کتاب ہے" یہ جملہ یا تو بعض اسناد کے اعتبار سے ہوتا ہے یا پھر مجموعی اعتبار سے ہوتا ہے۔ اس کا یہ مطلب مراد لینا درست نہیں کہ اس کتاب کی ہر حدیث دوسری کتاب کی ہر حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

اصول نمبر 15:

کسی حدیث پر صحت یا ضُعف کا حکم لگانے کے لیے اس کی سند میں موجود افراد کے احوال کی تحقیق پہلے راوی سے لے کر تابعی تک کی جاتی ہے، صحابی کے احوال کی تحقیق نہیں کی جاتی۔ تمام صحابہ کا ایمان، تقوی، عدالت وغیرہ نصوص اور اجماع امت سے ثابت ہے لہٰذا کسی صحابی سے متعلق تحقیق کرنا یا کسی صحابی پر جرح کرنا جائز نہیں۔

مشق نمبر 5

خالی جگہ پر کریں:

1: اہل علم پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی اجتہادی بات ماننا...........کہلاتا ہے۔

2: ایک مجتہد کا اجتہاد دوسرے مجتہد...........نہیں ہوتا۔

3: حدیث مبارک...........چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔

4: ہر ضعیف حدیث...........نہیں ہوتی۔

5: محدثین کی عمومی عادت یہ ہے کہ وہ منسوخ حدیث کو...........ذکر کرتے ہیں۔

6: وجوہ ترجیح میں سے بعض کا تعلق متن سے، بعض کا سند سے اور بعض کا...........امور سے ہے۔

7: جس متن پر صحابہ کا عمل ہوا سے...........ہوگی۔

8: کسی خاص کتاب میں حدیث مبارک کا موجود ہونا وجۂ...........نہیں ہے۔

9: کسی بھی صحابی کی ذات سے متعلق تحقیق کرنا یا کسی صحابی پر...........کرنا جائز نہیں۔

مختصر جواب دیں:

1: ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی کیا شرائط ہیں؟

3: اگر حدیث سند کے اعتبار سے صحیح ہو لیکن اس کا متن ناقابل عمل ہو اس کی کوئی تین صورتیں تحریر کریں۔

4: قیاس الاصول سے کیا مراد ہے؟

5: احادیث میں ظاہری تعارض کیوں ہوتا ہے؟ دو وجوہات بیان کریں۔

6: نسخ معلوم کرنے کے کتنے طریقے ہیں؟ تعداد بتانے کے بعد کسی ایک کی وضاحت کریں۔

7: سند کے اعتبار سے وجوہ ترجیح میں سے کوئی سی تین بیان کریں۔

8: بدعتی راوی کی روایت کا کیا حکم ہے؟

9: کیا کسی حدیث مبارک کے صحیح ہونے کے لیے کسی خاص کتاب میں مذکور ہونا ضروری ہے؟

یادداشت

ای مرکز کے زیر انتظام آن لائن کورسز

طویل دورانیے کے کورسز:

- ایک سالہ تخصص فی العقائد الاسلامیہ [حضرات وخواتین]
- ایک سالہ تخصص فی الافتاء [حضرات]
- چار سالہ مکمل عالم کورس [حضرات وخواتین]
- دو سالہ علم دین کورس [حضرات وخواتین]
- ایک سالہ تفسیر کورس [حضرات وخواتین]
- دو سالہ تعلیم القرآن کورس [بچوں کے لیے]

شارٹ کورسز: [کل کورسز:30-چند اہم کورسز کے نام:]

- رمضان کورس اردو انگلش [حضرات وخواتین]
- رمضان کورس اردو انگلش [بچوں کے لیے]
- صراط مستقیم کورس اردو انگلش [حضرات وخواتین]
- زکوٰۃ کورس [حضرات وخواتین]
- نماز کورس [حضرات وخواتین]
- عقائد کورس [حضرات وخواتین]
- حج وعمرہ کورس [حضرات وخواتین]
- ختمِ نبوت کورس [حضرات وخواتین]
- مسائلِ نکاح وطلاق کورس [حضرات وخواتین]

برائے رابطہ:

www.emarkaz.org +923235913337

تعارف مؤلف

نام: محمدالیاس گھمن

ولادت: 12-04-1969

مقام ولادت: 87 جنوبی، سرگودھا

تعلیم: حفظ القرآن الکریم: جامع مسجد بوھڑ والی، گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ

ترجمہ وتفسیر القرآن: امام اھل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

درس نظامی: (آغاز) جامعہ بنوریہ کراچی، (اختتام) جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

تدریس: (سابقاً) معہد الشیخ زکریا، چپاٹا، زمبیا، افریقہ (حالاً) مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

مناصب: سرپرست: مرکز اھل السنۃ والجماعۃ وخانقاہ حنفیہ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا پاکستان

بانی وامیر: عالمی اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

بیعت وخلافت: الشیخ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ (کراچی) الشیخ عبدالحفیظ مکی رحمۃ اللہ علیہ (مکہ مکرمہ) الشیخ عزیز الرحمن رحمۃ اللہ علیہ (اسلام آباد)

الشیخ سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (خانیوال) الشیخ قاضی محمد مہربان رحمۃ اللہ علیہ (ڈیرہ اسماعیل خان)

الشیخ ذوالفقار احمد نقشبندی حفظہ اللہ (جھنگ) الشیخ محمد یونس پالنپوری حفظہ اللہ (گجرات ہندوستان)

چند تصانیف: دروس القرآن   خلاصۃ القرآن   کتاب الحدیث   دروس الحدیث   اسلامی عقائد

کتاب العقائد   کتاب السیرۃ   کتاب الفقہ   کتاب الاخلاق   شرح الفقہ الاکبر

تبلیغی اسفار: خلیجی ممالک   ملائیشیا   جنوبی افریقہ   سنگاپور   ہانگ کانگ   ترکیہ   وغیرہ (23 ممالک)

دار الایمان